اِمامِ اعظم ابو حنیفہ

اور

علم حدیث میں ان کا مقام

ترتیب:

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب

استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

تخریج:

مفتی محمد خبیب کاس گنجی

فاضل تخصص فی الحدیث جامعہ مظاہر علوم

ناشر

دار سعادت سہارنپور (یوپی) اِنڈیا

قال عبد الله داود الهمداني: يجب على أهل الإسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم لحفظه عليهم السنن والفقه. (تهذيب الكمال للمزي ۲۹/۴۳۲)

امام اعظم ابوحنیفہ

اور

علم حدیث میں ان کا مقام

ترتیب:
حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب
استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

تخریج:
مفتی محمد خبیب کاس گنجی
فاضل تخصص فی الحدیث جامعہ مظاہر علوم

ناشر
دار سعادت سہارنپور (یوپی) انڈیا

فہرست عناوین

بسم اللّٰه الرَّحمٰن الرَّحیم

الحمدللّٰه رب العالمین، والعاقبة للمتقین، والصلاة والسلام علیٰ سید الأنبیاء والمرسلین، وعلیٰ آله وأصحابه الطاهرین، وعلی من تبعهم بإحسان إلیٰ یوم الدین، من العلماء المحدثین والفقهاء المجتهدین. أما بعد:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کے چہرے تر و تازہ رہنے کی دعا فرمائی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرامین پڑھتے پڑھاتے اور ان کو محفوظ کرتے ہیں، اسی جذبہ سے علماء امت نے ہمیشہ احادیث شریفہ کی خدمت کو شرف وسعادت سمجھا اور مختلف انداز اور مختلف پہلوؤں سے احادیث نبویہ کی حفاظت واشاعت کو اپنا معمول بنایا۔

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین خدام میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی نمایاں مقام ہے، آپ کے قابلِ فخر تلامذہ نے جہاں آپ کے فقہی آثار کو مدوّن کر کے قیامت تک کے لیے آپ کو زندہ جاوید بنا دیا ہے، وہیں آپ کی سند سے احادیث کی بھی ایک بڑی تعداد روایت کر کے ان لوگوں کو مہر بلب کر دیا ہے جو اپنی ناواقفیت ونادانی یا تعصب وعناد کی بناء پر، امام صاحب کی حدیث دانی کو موضوع بحث بنانے کی کوشش کرتے تھے۔

چنانچہ آپ کے طریق سے جمع کی گئی کتبِ اسانید کی مجموعی تعداد پچیس سے زیادہ ہے، جن میں احادیث مرفوعہ کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے، ان مسانید میں زیادہ شہرت

امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد الحارثی (ت: ۳۴۰) کی "مسند الامام الأعظم"، اور محدث وقت امام ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو البلخی (ت: ۵۲۲) کی "مسند الامام أبی حنیفہ" کو حاصل ہوئی۔

ہمارے محترم مولانا حفظ الرحمن صاحب زید مجدہم (استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور) نے اس سے پہلے امام صاحبؒ کی سند سے "چہل حدیث" کا ایک مجموعہ (الأربعین عن امام الفقہاء والمحدثین) کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا تھا، اس کے بعد آپ نے فقہ، فقہاء، کوفہ کی فقہی منزلت، اور امام صاحبؒ کے اساتذہ و مشائخ، اصحاب و تلامذہ کے تذکرہ پر مشتمل ایک جامع اور قیمتی مضمون مرتب فرمایا، اور ازراہِ محبت و اعتماد اپنے عزیز شاگرد مولوی ارشاد کشمیری سلمہ (متعلم دورۂ حدیث شریف) کے ذریعہ میرے پاس دیکھنے کے لیے بھیجا۔

اور اپنے فرزند عزیز حافظ نظیر ربانی سلمہ کو اس کی وصولیابی کی ذمہ داری سونپ دی، اور سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے اِس فریضہ کو بحسن و خوبی ادا کیا، اگر اُن کا پیہم تقاضا اور مسلسل اصرار نہ ہوتا، اور اپنے سادہ اور معصومانہ انداز کے سلام کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ نہ ہوتا تو شاید اتنی آسانی سے یہ "امانت" واپس نہ ہوتی!

بہرحال یہ مضمون دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ میرے رفیقِ درس اور عزیز دوست مفتی خبیب صاحب کاس گنجی زید مجدہ نے بھی اسی انداز کا کچھ کام کیا تھا، اور وہ ہمارے استاذِ گرامی حضرت مولانا زین العابدین صاحبؒ کی نظر سے بھی گذر چکا تھا، میں نے مولانا سے درخواست کی کہ اُن کا کیا ہوا کام بھی منگا لیا جائے، اور دونوں کے مواد کو یکجا مرتب کر لیا جائے، تو اُن کے مضمون کی اشاعت کی سبیل بھی ہو جائے، اور شاید اس سے اِس

کتابچہ کی افادیت میں کچھ مزید اضافہ بھی ہوجائے، مولانا نے پوری عالی حوصلگی اور فراخدلی سے یہ درخواست منظور فرمائی، اور وہ مضمون منگا کر حذف وترمیم کے پورے اختیارات کے ساتھ میرے ہی حوالہ فرمادیا۔

اتفاق ایسا کہ مفتی خبیب صاحب کے مضمون کا زیادہ زور امام صاحب کی ذاتی حیثیت اور سیرت کے بیان پر تھا، اور مولانا کے مضمون کا اصل محور رفقہ اور فقہاء، کوفہ اور اُس کی علمی وفقہی حیثیت تھا، اِس لیے انتخاب میں زیادہ کاوش نہیں کرنی پڑی، البتہ ترتیب میں کچھ ردّوبدل، اور تھوڑا بہت حذف واضافہ کردیا گیا ہے۔

ذیل میں پہلے مولانا محترم کا مضمون (مفتی صاحب موصوف کے رسالہ سے کچھ اضافات کے ساتھ) پیش خدمت ہے، اور اُس کے بعد آخر میں مفتی صاحب کا مجموعہ ''چہل حدیث''۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے نافع بنائیں، اور اِس پورے مجموعہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اِس کا ثواب حضرت امام صاحبؒ اور آپ کے اُن تلامذہ، اور اہلِ محبت کو پہنچائیں، جن کی محنت وکوشش سے حدیث کا یہ ذخیرہ ہم تک پہنچا، اور ہم لوگوں کو دین پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔

وصلّی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه محمد و آله و أصحابه أجمعین، والحمد للّٰه رب العالمین.

کتبہ

محمد معاویہ سعدی

مظاہر علوم، سہارنپور

۱۰ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد:

فقہ کی اہمیت وضرورت

دینِ اسلام: عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات، اور معاشرت کے مجموعہ کا نام ہے، جن کی موٹی موٹی باتیں جاننا ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے، اور رہی بات تفصیلات اور جزئیات کی، تو ان کا تعلق فقہ وفتاوی سے ہے، جس کا سیکھنا فرضِ کفایہ ہے، مسلمانوں میں جیسے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیے ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے، اور جیسے جہاد وقتال کے لیے ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے، ایسے ہی، بلکہ اس سے بھی زیادہ ''تفقہ فی الدین'' کے لیے ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے، قرآن کریم میں ہے: ''وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهو فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون'' (پارہ ۱۱، سورۃ توبہ آیت ۱۲۲) ''اور مسلمانوں کو ایسا نہیں چاہیے کہ سب کے سب جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں، سو کیوں نہ نکلا ایک طبقہ ہر گروہ میں سے جو دین میں تفقہ پیدا کرے (یعنی فقہ سیکھے) اور پھر اپنی (جہاد میں گئی ہوئی) قوم کو خبر دے (اور مسائل سکھائے) جب وہ اُن کے پاس پہنچے''

یہاں ليتفقهوا في الدين ہے، قرآن پاک میں یہ فقہ کی اصل ہے، جس

کرنا، جس کا آخری درجۂ کمال ''اجتہاد'' و''استنباط'' کہلاتا ہے، جس مسئلہ سے متعلق کتاب وسنت کی صریح نص نہ ملے، یا دلائلِ شریعت متعارض ومتصادم ہوں، وہاں ''اجتہاد'' و''استنباط'' کی ضرورت پڑتی ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ. (پ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۳)۔ ''اگر مسلمان اپنے (اہم) پیش آنے والے مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے، یا اپنے میں سے اُن لوگوں کے سامنے رکھ دیتے جو اُن کے (دینی) ذمہ دار ہیں، تو (یہ) استنباط کرنے والے اُن مسائل کی حقیقت تک پہنچ جاتے''۔

ایک مقام پر ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ منكم (پ۵، سورۃ النساء، آیت ۵۹) ''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اور اطاعت کرو رسول کی، اور (رسول کے طریقے پر چلنے والے) اپنے (دینی) ذمہ داروں کی''۔

اللہ کی اطاعت کے لیے ''کتاب اللہ'' ہے، رسول کی اطاعت کے لیے ''سنت'' ہے، اور اولوالأمر کی اِطاعت کے لیے اُس ''فقہ'' کی کتابیں ہیں جو کتاب وسنت سے مستنبط اور مأخوذ ہو، اِسی کو حدیث شریف کے الفاظ میں اِس طرح بیان کیا گیا ہے: العلم ثلثةٌ: آيةٌ محكمةٌ، أو سنة قائمة أو فريضة عادلة (رقم الحدیث ۲۸۸۵، ابن ماجہ رقم الحدیث ۵۴ سنن ابی داوٗد)، ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر اور اہلِ یمن کا معلّم بنا کر بھیجا تو بھی علم کے تین ہی مآخذ بتلائے: کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ، اجتہاد واستنباط. (رواہ ابوداوٗد ج ۲، ص ۵۰۵)۔

صحابۂ کرام میں فقہ کے پندرہ امام

''سلفیتِ مروّجہ'' کے مدعی حضرات کے سب سے پہلے امام، علامہ ابن حزم ظاہریؒ (ت: ۴۵۶ھ) نے اصول فقہ کی اپنی مشہور کتاب ''الإحکام في أصول الأحکام ج ۲، ص ۸۶ تا ۹۰'' میں فقہ، اور فقہاء کی حقیقت، ضرورت، اور اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے، حضراتِ صحابۂ کرام میں ''فقہائے صحابہ'' کی ایک فہرست مرتب فرمائی ہے، اور اُن کو ''مکثرین''، ''متوسطین'' اور ''مقلّین'' کے تین خانوں میں تقسیم کیا ہے، ہم نے دوسرے بعض علماء کے بیانات کو بھی سامنے رکھتے ہوئے اُس فہرست سے مندرجہ ذیل انتخاب کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ''تلاوتِ آیات''، ''تعلیمِ کتاب وحکمت''، اور ''تزکیۂ نفوس'' سے آراستہ ہوکر جو صحابۂ کرام فقہ وفتاوی میں ممتاز ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فقہ وفتاوی کی ذمہ داری سنبھالی، اُن میں سے چند نام یہ ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت عمرؓ (۳) حضرت علیؓ (۴) حضرت عثمانؓ (۵) حضرت معاذ بن جبلؓ (۶) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ (۷) حضرت ابوالدرداءؓ (۷) حضرت اُبی بن کعبؓ (۸) حضرت زید ابن ثابتؓ (۹) حضرت عائشہؓ (۱۰) (۱۱) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ (۱۲) حضرت جابرؓ (۱۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ (۱۴) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ (۱۵) حضرت معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

ان میں سے بعض ایسے حضرات بھی ہیں جنھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی، لوگوں کو اُن کی ''تقلید''

کرنے اور اُن کے قول پر عمل کرنے کی اجازت تھی۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں آپ سب سے سابق وفائق تھے، حیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر بھی رہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے جانشین بھی ہوئے، خلیفۂ رسولِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خطاب آپ کے سوا کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوا، دو برس تین مہینے نو دن تختِ خلافت پر متمکن رہ کر ۷/ جمادی الآخرۃ سنہ ۱۳ھ کو بین المغرب والعشاء، اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، آپ نے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اسی روضۂ مقدسہ کے اندر قیامت تک کے لیے جائے استراحت پائی (اکمال ص ۵۹۱)۔

آپ، ابوداود (۴۶۰۷)، وترمذی (۲۶۷۶) کی حدیث شریف ''عَلَيْكُم بِسُنَّتِي وسُنَّةِ الخلفاء الراشدين المَهْدِيِّين'' (کہ مسلمانو! میرے چلے ہوئے طریقے اور میرے خلفاء راشدین ومہدیین کے اختیار کیے ہوئے طریقے پر چلنا تمہارے اوپر لازم ہے) کے سب سے پہلے مصداق، اور ترمذی شریف (۳۶۷۱) میں وارد فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ''اِقْتَدُوا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِي'' (کہ مسلمانو! اُن دو خلفاء کا طریقہ بطور خاص اپنانا جو میرے فوراً بعد ہوں گے) کی سب سے پہلی مراد ہیں۔

(۲) حضرت عمر فاروقؓ

نامِ مبارک آپ کا عمر ہے، اور لقب فاروق، کُنیت ابوحفص ہے، نسب آپ کا

نویں پشت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نویں پشت میں ایک نام کعب ہے جن کے دو فرزند تھے، مُرّہ اور عدی، مرہ کی اولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور عدی کی اولاد میں فاروق اعظمؓ، دس برس چھ مہینے پانچ دن تختِ خلافت کو زینت دی۔

۲۶ یا ۲۷ ذوالحجہ ۲۳ھ کو فجر کی نماز میں ابولؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھوں زخمی ہو کر یکم محرم ۲۴ھ کو جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (سیر اعلام النبلاء ص ۲/۲۷)

آپ کا فرمان ہے "تَفَقَّهُوْا قَبْلَ أَنْ تَسَوَّدُوْا" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷، کتاب العلم) کہ لوگوں کا رہنما بننے سے پہلے تفقّہ فی الدین (فقہ) حاصل کرلو۔

(۳) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

ابوعبداللہ عثمان ابن عفان الاموی القرشی ا؍محرم ۲۴ھ کو مسند خلافت پر متمکن ہوئے اسود تیجی مصری نے شہید کیا اس وقت آپ کی عمر ۸۲ سال تھی، اور آپ کا زمانہ خلافت بارہ سال میں کچھ دن کم رہا ہے، (مرقاۃ ص ۱/۱۸۹)

آپ ایک مجلس میں دی گئی طلاق کو تین ہی شمار کرتے تھے ایک شخص نے ایک مجلس میں ہزار طلاق دی، آپ نے فرمایا "بانت منک بثلاث" تین طلاقوں سے یہ تجھ سے جدا ہو چکی ہے۔

(فتح القدیر لابن ہمام متوفی ۶۸۱، ج ۳ ص ۳۳۰، زاد المعاد لابن قیم متوفی ۷۵۱ھ ج ۲ ص ۲۵۹)

آپ سے حضرت ابن مسعودؓ کچھ وقت ناراض رہے مگر آخر کار ان دونوں میں صلح ہو گئی تھی اور حضرت ابن مسعودؓ کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی، یہ آپ کی رضامندی

کی عملی شہادت ہے، آپ مسلمانوں کی فکری آزادروی کے حق میں نہ تھے، آپ فرماتے مسلمانوں نے جوقوت حاصل کی ہے وہ پہلوں کے نقشِ قدم پر چلنے سے حاصل کی ہے، آپ نے فرمایا کہ ''انما بلغتم مابلغتم بالاقتداء والاتباع فلا تلفتنکم الدنیا عن أمرکم'' (تاریخ لابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ ج ۵ ص ۴۵)

آپ سے خلیفہ بنتے وقت یہ عہد لیا گیا تھا کہ آپ سیرتِ شیخین پر چلیں گے ،آزادرَوِی نہ کریں گے، آپ کے بعد جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو آپؓ نے بھی حضرت عثمانؓ کے کسی حکم کو نہ بدلا، صحابہ کرام کے اس مبارک دور میں اپنے بڑوں کے طریقہ پر چلنا اور اُن کی تقلید واتباع کرنا کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔

عیب ہو بھی کیسے سکتا تھا خود قرانِ کریم میں دعاء سکھائی گئی ہے: ''اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین أنعمت علیھم'' (اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا)۔

حافظ ابن حزم ظاہریؒ متوفی ۴۵۷ھ (جن کو آج کل اہلِ بدعت کا ایک فرقہ اپنا امام کہتا ہے) لکھتے ہیں ''ثم وُلِّي علي فما غيَّر حكماً من أحكام أبي بكر وعمر وعثمان ولا أبطل عهداً من عهودهم'' (الفصل جلد ۴ ص ۹۷)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے آج تک حضرت عثمانؓ کو کبھی کسی گناہ کبیرہ کاارتکاب کرتے نہیں پایا، ''ما نعلم عثمان قتل نفساً بغیر نفس، ولا جاء من الکبائر شیئاً'' (کتاب التمہید والبیان ص ۱۸۴، ۱۸۵ بیروت)

(۴) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ابوالحسن علی ابن ابی طالب القرشی بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے،

۱۵/۱۶ سال کی عمر میں ۳۵ھ جمعہ کے دن خلیفہ بنے ذی الحجہ کے مہینہ میں رمضان ۴۰ھ، جمعہ کی فجر کی نماز میں عبدالرحمان ابن بلجم نے زخمی کر دیا تین دن بعد انتقال ہو گیا، ۶۳ سال کی عمر میں، زمانہ خلافت ۴/سال ۹/مہینہ چھ دن ہے، (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۶ مع مشکوٰۃ)

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے کو سنت فرماتے تھے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۰ حاشیہ ۳ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ابوداؤد کے بعض نسخوں میں ہے ۱۲) آپ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۹۹، بیہقی ج ۲ ص ۴۹۵) آپ کا فتویٰ ہے کہ گاؤں میں جمعہ اور عید کی نماز نہیں ہوتی۔ (المصنف لعبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ، ج ۳، ص ۶۷ لابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، ج ۱ ص ۴۳۹) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

ابوعبداللہ معاذ ابن جبل الانصاری الخزرجی بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے ۱۸ سال کی عمر میں اسلام لائے ۱۸ھ میں بعمر ۳۸ سال طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر وفات ہوئی، ملک شام میں ابوعبیدہ کے لشکر کے ساتھ (اکمال ص ۶۲۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''أعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل'' (رواہ الترمذی ج ۲، ص ۲۱۹)

آپ قرآن وسنت کے بعد فقہ کی بھی ضرورت کے قائل تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجتہاد کرنے کی اجازت دی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے عہد خلافت میں آپ کو اس کام پر لگائے رکھا اور فرمایا ''مَن أراد الفقه فليأت معاذاً'' (تذکرہ ص ۲۰، ج ۲)

(۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

زید ابن ثابت الانصاری کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت حضور مدینہ تشریف لائے اس وقت ان کی عمر ۱۱ سال تھی مدینہ میں ہی ۴۵ھ بعمر ۵۶ سال وفات ہوئی۔ (اکمال ص ۵۹۹)

علم فرائض اور میراث میں آپ کا مقام نہایت بلند ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''أفرضهم'' زید بن ثابت علم وفضل کے اس اونچے مقام پر تھے کہ جب یہ گھوڑے پر چلتے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کی رِکاب تھام کر چلتے، آپ کا فتویٰ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ قرأت نہ کرے، (نہ فاتحہ اور نہ کوئی سورت) آپ نے فرمایا ''لا قراءة مع الإمام في شيء'' (صحیح مسلم جلد اول ص ۲۱۵)

(۷) حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ

ابی ابن کعب الاکبر الخزرجی کاتبین وحی میں سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومنذر اور حضرت عمرؓ نے ابوالطفیل کنیت رکھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الانصار اور حضرت عمرؓ نے سید المسلمین نام رکھا ۱۹ھ، مدینہ میں انتقال ہوا۔ (اکمال ص ۵۹۰)

آپ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سب سے بڑے قاری تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''أقرأهم أبي بن كعب'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی آپ تراویح پڑھاتے رہے۔ (ابوداؤد ج ا ص ۱۹۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی آپ تراویح کے امام مقرر ہوئے۔ (المصنف: ۲، ص ۱۶۵) آپ بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے كان يصلي بهم

عشرین رکعة. مصنف ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ ج ۵، ص ۴۲۰ (ابوداؤد)
امام ترمذی لکھتے ہیں حضرت عمر اور حضرت علیؓ سے بیس تراویح پڑھنا ہی مروی ہے۔ (ترمذی ج ا، ص ۱۶۶ اشرفی)

(۸) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

عویمر بن عامر الانصاری الخزرجی الانصاری۔ المتوفی ۳۲ھ، (اکمال ص ۵۹۸)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں چار صحابہ قرآن کے پورے حافظ تھے، آپ ان میں سے ایک تھے، شام کے فقیہ اور قاضی رہے ہیں، آپ کا فتویٰ تھا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں، امام کی قراءت مقتدی کو کافی ہے ''ماأری الإمام إذا أم القومَ إلا وقد کفاهم''
(سنن نسائی جلد اول، ص ۱۰۶)

(۹) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

ام المؤمنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ انبوی ماہ شوال میں مکہ میں ہجرت سے تین سال قبل آپ سے نکاح کیا پھر شوال ہی میں ۲ھ، میں رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر ۹ سال تھی اور جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی بروز منگل ۱۷ ررمضان ۵۷ھ مین وفات ہوئی حضرت ابوہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (مرقاۃ ص ۱/۲۵۰)
ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو جب کسی مسئلہ میں کوئی اشکال پیش آتا تو حضرت عائشہؓ سے دریافت کرتے، آپ کے یہاں ضرور اس کے متعلق اس کے

متعلق علم دستیاب ہوتا، زہری فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہؓ کے علم کا تمام امہات المؤمنین اور تمام عورتوں کے علم کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم بڑھا رہے گا۔

آپ فرمایا کرتی تھیں ''لو أدركَ رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أحدَثَ النساءُ مَنَعَهُنَّ المساجد، كما مُنِعت نساءُ بني إسرائيل'' (بخاری شریف: کتاب الصلوٰۃ ج ا ص ۶۹)

(۱۰) حضرت ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ

مکہ سے حبشہ ہجرت کی، حضرت عمرؓ نے آپ کو ۲۰ھ میں بصرہ کا والی بنایا، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت آپ کوفہ کے گورنر تھے، حضرت علیؓ نے تحکیم میں آپ کو حَکَم بنایا، اس کے بعد آپ مکہ آگئے اور وہی ۵۲ھ میں فوت ہوئے۔

(اکمال ص ۶۲۲)

آپ اس حدیث کے راوی ہیں کہ امام جب قرآن پڑھے تو مقتدی چپ ہوجائیں، صحیح مسلم میں اسحٰق بن ابراہیم، ابن جریر، سلیمان التیمی، قتادہ، حضرت ابو موسیٰؓ کی سند سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''إذا قرأ فأنصِتُوا'' وارد ہوا ہے، امام مسلم فرماتے ہیں ''هو عندي صحيح'' (صحیح مسلم جلد اول ص ۱۷۴)

(۱۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

جابر ابن عبداللہ الانصاری السلمی ۱۸ غزوات میں شریک ہوئے ہیں ۷۴ھ میں بعمر ۹۴ سال مدینہ میں وفات ہوئی۔ (اکمال ص ۵۹۳)

آپ کا فتوی تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ ''فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی'' اکیلے نماز پڑھنے والے کے بارے میں ہے، مقتدی کے بارے میں نہیں ہے، امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

(جامع ترمذی ج۱ص۴۲، موطاامام مالک ص۱۰۵)

امام بخاریؒ کے استاذ حضرت امام احمدؒ نے آپ کے اس جملے سے یہ فتویٰ دیا تھا کہ حدیث ''لاصلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب'' اکیلے نماز پڑھنے والے کے لیے ہے، مقتدی کے بارے میں نہیں۔ (ترمذی ج۱ص۴۲)

حضرت سفیان بن عیینہ کا بھی یہی فتویٰ تھا۔ (ابوداؤد ج۱ص۱۱۹)

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

عبداللہ ابن عمر ابن الخطاب القرشی العدوی مکہ میں ہی اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے تھے ۷۳ھ میں وفات ہوئی۔ (اکمال ص۶۰۹)

آپ کے شاگرد حضرت مجاہد کہتے ہیں ''صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولى'' (طحاوی ج۱ص۱۱۰ واسنادہ صحیح)

یعنی آپ رکوع کے وقت دوسرا رفعِ یدین نہ کرتے تھے، بعض روایات میں آپ کا رفع یدین بھی کرنا مروی ہے، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان میں اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ کبھی کر لیتے تھے اور کبھی نہیں ''فعَلَه تارةً وتَركه أخرى'' (فتح الباری ج۲ص۱۴۰)

سو صحابۂ کرامؓ میں یہ عمل کوئی ضروری سنت نہ سمجھا جاتا تھا، یہ ان دنوں کوئی دائمی عمل نہ تھا، آپ نے یہ بھی فرمایا ''إذا صلى أحدكم خلف الإمام فحسبه

قرأة الامام وإذا صلى وحده فليقرأ‘‘

(موطا مالک ص ۲۹،اور موطا محمد میں صرف پہلا جملہ سے واذا صلی سے پہلے کا ص ۹۵ پر)

جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی اسے امام کا قرآن پڑھنا ہی کافی ہے خود پڑھنے کی ضرورت نہیں، آپ مغرب کی نماز کو دن کی وتر کہا کرتے تھے۔(موطا امام مالکؒ ص ۱۱۰)

وتروں میں دو رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھنا اسی طرح ہے جیسے کہ مغرب کی نماز میں۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے علم وحکمت کی دعا کی تھی، مسروق فرماتے ہیں اذا رأیت عبداللہ ابن عباس قلت اجمل الناس فاذا تکلم قلت افصح الناس فاذا تحدث قلت اعلم الناس، آخر عمر میں بینائی ختم ہوگئی ۶۸ھ، میں بعمر ۷۱ سال وفات ہوئی۔(اکمال ص ۶۰۸)

آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، آپ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیتے تھے، اور صحیح مسلم میں جو آپ کے دورِ اول کے بارے میں روایت ہے اس پر آپ کا اپنا فتویٰ نہ تھا، وہ روایت غیر مدخولہ عورت کے بارے میں ہے۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۸۳)

(۱۴) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان القرشی الاموی۔

آپ کو کاتبِ وحی ہونے کا شرف حاصل ہے، حضرت ابن عباسؓ جیسے عالم

(جیسے حضرت عمر اکابر بدریوں میں جگہ دیتے ہیں) آپ کو فقیہ اور مجتہد تسلیم کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۲۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط اور وحی کی کتابت دونوں خدمات سرانجام دیتے تھے، سیدنا حسنؓ نے آپ سے صلح کر کے اپنی حدود ولایت آپ کے سپرد کر دی تھی، اس کے بعد آپ پوری امت کے بلا اختلاف خلیفہ کہلائے، حضرت حسنؓ اور حسینؓ دونوں نے آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی، آپ کے وظائف قبول کیے۔ رجب ۶۰ھ، میں بعمر ۷۸ سال دمشق میں انتقال ہوا۔ (اکمال ص ۶۲۱)

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

خلفاء راشدین کے بعد صحابۂ کرامؓ میں آپ قرآن کریم کے سب سے بڑے عالم مانے گئے ہیں، آپ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اتنا آنا جانا اور رہنا تھا کہ بقول حضرت ابوموسیٰؓ آپ کو اہل بیتِ رسالت میں گمان کیا جاتا تھا، فقہ وحدیث میں حضرت عمرؓ بھی ان کے علم وفضل کے معترف تھے اور اسی لیے آپ نے عراق میں نئے بسائے جانے والے شہر (کوفہ) میں (دوسرے نو فقہاء کے ساتھ، آپ کو اُن کا امیر بنا کر) تعلیمِ قرآن وحدیث، اور تربیت فقہ وفتاویٰ کے لیے بھیجا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کو اس طرح تازہ بتازہ پڑھنا چاہے جیسے یہ نازل ہوا تو وہ ابن مسعودؓ کی قرأت پڑھے (مسلم، ج ۲، ص ۲۹۳، وترمذی ج ۲، ص ۲۲۱)۔

حدیث کی ہر کتاب میں ان کے فضائل زبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، آپ پر سوائے بدعتی کے کوئی شخص عیب نہیں لگا سکتا، حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں بغیر کسی سے مشورہ کئے کسی کو اپنا جانشین بناتا تو عبداللہ بن مسعودؓ کو بناتا (ترمذی، ج ۲، ص ۲۲۱)۔

تابعی کبیر حضرت عبدالرحمن بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے درخواست کی کہ کسی ایسی شخصیت کا پتہ بتایئے جو اپنے طرز وطریقہ اور معمولات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ ہو تو میں دین اُسی سے سیکھوں، آپ نے فرمایا کہ ہمارے علم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ، اور اللہ تعالی تک پہنچنے کا قریبی ذریعہ، عبداللہ بن مسعود سے زیادہ کوئی نہیں ہے (بخاری ۱/۵۳۱، وترمذی ۲/۲۲۱)۔

آپ کے چند فتویٰ ملاحظہ ہوں:

(۱) آپ رکوع کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفعِ یدین نہ کرتے تھے

"فرفع يديه أول مرة ثم لم يَعُد" (سنن نسائی جلد اول ص ۱۵۸)

(۲) آپ کتاب وسنت کے بعد اقوالِ صلحاء اور اجتہاد کو علم کا ماخذ سمجھتے تھے۔

(نسائی ص ۲۶۰ ج ۲)

آپ ان لوگوں میں سے نہ تھے جو کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے بعد ہمیں کسی اور چیز (فقہ) کی ضرورت نہیں۔

(۳) آپ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہاتھوں سے مصافحہ فرمایا، آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد (التحیات) اس طرح سکھایا کہ آپ کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔

(صحیح بخاری جلد ۲، ص ۹۲۶)

۳۲ھ میں ۶۰ سال سے کچھ اوپر عمر میں انتقال ہوا۔ (اکمال ص ۶۰۹)

کوفہ کی علمی منزلت

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تعلیمی محنت وتربیت کا اثر یہ ہوا کہ پورا کوفہ دین اور علمِ دین سے معمور ہوگیا، حضرت ابن مسعود کی وفات کے پانچ سال بعد، سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب کوفہ تشریف لائے اور یہاں کے علمی ماحول کو دیکھا تو فرطِ مسرت سے کھل اٹھے اور یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: ''رَحِمَ اللّٰہ ابنَ أمِّ عبد، قد ملأ ھذہ القریۃَ علماً '' کہ (اللہ تعالیٰ ابن مسعود پر رحمت نازل فرمائیں، انہوں نے اس شہر کو علم سے بھر دیا)، مشہور تابعی محمد بن سیرین کے بھائی انس بن سیرین (ت: ۱۱۸، یا ۱۲۰ھ) رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ پہنچا تو دیکھا کہ چار ہزار طلبہ علمِ دین حاصل کررہے ہیں، جن میں سے چار سو (فقیہ) ہوچکے ہیں! (تدریب الراوی ص ۲۷۵)

شہرِ کوفہ جہاں ایک طرف اپنے سیاسی حالات اور رَفض وتشیّع، اور خروج واعتزال کے فتنوں کی آماجگاہ ہونے کی بناء پر تاریخِ اسلام کے ''پُرفتن'' شہروں میں شمار کیا جاتا ہے، وہیں دوسری طرف اپنی علمی، عملی اور فقہی شخصیات وخدمات کی بناء پر اسلامی دنیا میں ''علم کا شہر'' کہا جاتا ہے، اور شاید اِسی مناسبت سے یہ ''شہرِ علم''، ''علم کے دروازہ'' سیدنا حضرت علیؓ کا دار الخلافہ بننا مقدر رہوا، اور پھر یہیں آپ کا آخری مسکن اور بعد میں مدفن بھی بنا۔

سید الفقہاء حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فقہی مدرسہ تو یہاں تھا ہی، قرأتِ سبعہ کے سات أئمہ میں سے تین: حمزہ، عاصم اور کسائی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی کوفہ ہی کے رہنے والے تھے، پھر عاصم کے مشہور شاگرد حفصؒ بھی کوفہ ہی کے تھے، حضرت علیؓ

کے شاگرد اور علمِ نحو کے بانی (نام ظالمبن عمرو علی الاشہر متوفی ٦٩ ھ، سیر اعلام النبلاء ج ۳، ص ۴۲۵) أبو الأسود الدؤلیؒ بھی کوفی ہیں، تاریخِ اسلام کے مشہور قاضی شریحؒ (متوفی ۷۸ھ) بھی کوفہ ہی سے تعلق رکھتے ہیں، گویا پوری اسلامی دنیا علمِ قرأت، علم فقہ وقضاء اور علمِ نحو میں کوفہ ہی کے زیرِ احسان ہے۔

لغت کی مشہور کتاب ''القاموس المحیط'' میں کوفہ کو: ''قُبّة الإســـلام'' کہا گیا ہے، امامِ نوویؒ لکھتے ہیں الكوفة هي البلدة المعروفة، ودار الفضل، ومحلّ الفضلاء، بناها عمرُ بنُ الخطاب (شرح مسلم ج ۱ ص ۱۸۵) حضرت قتادہؒ کہتے ہیں: ایک ہزار سے زیادہ صحابہ یہاں آباد ہوئے (طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۴)۔

حضرت عمرؓ نے اہلِ کوفہ کی تعلیم وتربیت کے لیے دس فقہاء پر مشتمل جو جماعت بھیجی تھی، اُس کو سخت تاکید اور وصیت فرمائی تھی کہ وہاں جا کر عوام کے سامنے ''حدیث مرفوع'' کی کثرت مت کرنا، بلکہ کتاب وسنت کی روشنی میں اُن کو حسبِ ضرورت مسائل بتانے کا اہتمام رکھنا۔

اس شہر کوفہ کے تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ نمازی رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرے، سفیان ثوری کوفیؒ جنہیں امیر المؤمنین فی الحدیث کہا جاتا ہے وہ بھی رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرتے تھے۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۳۵)

☆☆☆

حضرت ابن مسعودؓ کے تلامذہ میں سے شہرِ کوفہ کے دس مشہور ائمۂ فقہ

(۱) علقمۃ بن قیس النخعی الکوفی المتوفی ۶۲ھ، رحمہ اللہ تعالی

آپ کی پیدائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی، لیکن زیارت وملاقات کا موقعہ نہ ہوسکا، بعد میں حضراتِ خلفاء راشدین اور خصوصاً حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم سے فقہ وحدیث حاصل کیا اور پھر کوفہ میں حضرت ابن مسعودؓ کے علمی جانشین ہوئے، حضراتِ محدثین، حضرت ابن مسعود کے علوم کا سب سے بڑا عالم آپ ہی کو مانتے ہیں۔

(۲) مسروق بن الاجدع الہمدانی المتوفی ۶۳ھ، رحمہ اللہ تعالی

آپ کی پیدائش بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی، مگر شرفِ زیارت وملاقات نہ حاصل ہوسکا، بعد میں حضراتِ خلفاء راشدین، حضرت عائشہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علمی وفقہی استفادہ کیا، اور ابن مسعودؓ کے تلامذہ میں امتیازی مقام حاصل کیا، قاضی شُریح اپنے فیصلوں میں آپ سے مشورے کیا کرتے تھے۔

(۳) شُریح بن الحارث القاضی المتوفی ۷۰ھ، رحمہ اللہ تعالی

آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے، اور اُسی وقت اسلام بھی لا چکے تھے، مگر رویت وصحبت میسر نہ آسکی، بعد میں کبارِ صحابہ سے علم حاصل کیا، اور

حضرت عمرؓ جیسے مدبر نے آپ کے علم وتقوی اور فہم وفراست پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو کوفہ کا قاضی بنایا، اور اور آپ اس عظیم منصب پر ساٹھ سال تک مسلسل رہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ممتاز تلامذہ میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے۔

(۴) عَبِیدۃ بن قیس السلمانی المتوفی ۲ ۷ ھ، رحمہ اللہ تعالی

آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے، اور اسی وقت اسلام بھی لا چکے تھے، مگر رؤیت وصحبت میسر نہ آسکی، بعد میں کبار صحابہ سے علم حاصل کیا، خصوصاً سیدنا حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے خصوصی استفادہ کیا، بعض تابعین فرماتے ہیں کہ ہم قاضی شُریح اور عبیدۃ سلمانی میں فقہ اور قضاء کے اعتبار سے فیصلہ نہیں کر پاتے تھے کہ کون زیادہ ممتاز ہے، اور ابن مسعود کے اُن تلامذہ میں سے ہیں جن پر کوفہ کے فقہ وفتاوی کا مدار تھا۔

(۵) عبداللہ بن حبیب ابوعبدالرحمٰن السُّلَمِی المتوفی ۲ ۷ ھ، رحمہ اللہ تعالی

آپ صحابی زادہ ہیں، آپ کی پیدائش بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی، مگر مدینہ حاضری، اور علمی وفقہی استفادہ حضرت عمرؓ کے دور سے شروع ہوا، قراءت وتجوید میں نمایاں مقام حاصل کیا، اور کوفہ کی مسجد میں چالیس سال تک قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے رہے، حضرت ابن مسعودؓ کے مشہور تلامذہ میں ہیں۔

(۶) اسود بن یزید بن قیس النخعی المتوفی ۴ ۷ ھ، رحمہ اللہ تعالی

آپ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ پایا، مگر شرف زیارت

وملاقات نہ حاصل ہوسکا، بعد میں حضرات خلفاء راشدین، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم سے علمی وفقہی استفادہ کیا، اور ابن مسعودؓ کے تلامذہ میں امتیازی مقام حاصل کیا، زہد وعبادت میں آپ ضرب المثل تھے۔

(۷) عمرو بن میمون الأودی المتوفی ۷۴ھ، رحمہ اللہ تعالی

آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود ہونے کے باوجود شرفِ زیارت وملاقات سے مشرّف نہ ہوسکے، پھر خلفاء ثلاثہ: عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے استفادہ کیا، حضرت معاذ بن جبلؓ کی صحبت وملازمت اختیار کی، اور آپ کی وفات کے بعد (بقولِ خود ''ثم صَحِبتُ أفقهَ الناسِ عبدَ اللّٰه بن مسعود'') لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ عبد اللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں پہنچ گئے، اور وہاں پہنچ کر علم وفقہ اور زہد وعبادت میں وہ مقام پیدا کیا کہ صحابۂ کرام بھی رشک کرتے تھے۔

(۸) صِلَة بن زُفَر العبسی الکوفی المتوفی قرب ۷۵ھ، رحمہ اللہ تعالی

آپ اصلاً تو کوفہ ہی میں رہنے والے ایک دوسرے صحابی حضرتِ حُذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالی عنہما کے فیض یافتہ اور تربیت کردہ ہیں، مگر حضرت ابن مسعودؓ سے بھی خصوصی استفادہ کیا ہے۔

(۹) سُوید بن غَفلة المَذحِجی الکوفی المتوفی ۸۲ھ، رحمہ اللہ تعالی

یہ وہ بزرگ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے تقریباً ہم عمر تھے، مگر اسلام دیر میں لائے، مدینہ اُس وقت پہنچے جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرکے

ہاتھوں سے قبر کی مٹی جھاڑ رہے تھے، پھر علمِ نبوی کی تلافی کی کوشش آپ کے خلفاء راشدین اور دوسرے کبارِ صحابہ سے کی، جن میں حضرت ابن مسعودؓ بھی تھے۔

(۱۰) شقیق بن سلمہ ابو وائل الکوفی المتوفی ۸۲ھ، رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ بھی اُن مخضرمین میں سے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ پایا، مگر شرفِ زیارت وملاقات نہ حاصل ہو سکا، بعد میں حضراتِ خلفاء راشدین، اور دیگر صحابۂ کرامؓ سے اکتسابِ فیض کیا، خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت وملازمت اختیار کر کے آپ سے خصوصی علمی وفقہی استفادہ کیا، اور آپ کے شاگردوں میں ممتاز مقام حاصل کیا۔

ابراہیم بن یزید النخعی الکوفی التابعی المتوفی ۹۶ھ

آپ مذکورہ بالا دس اکابر فقہاء تابعین کے نامور شاگرد، حضرت ابن مسعودؓ اور علقمۃ بن قیس النخعیؒ کے علمی جانشین، اور کوفہ میں اُن کے علومِ فقہ وحدیث کے سب سے بڑے جامع ہوئے ہیں، حجاج بن دینار، مشہور تابعی مسروق بن الاجدع سے نقل کرتے ہیں کہ "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں غور کیا تو میں نے پایا کہ تمام علومِ دین چھ صحابہ میں جمع ہو گئے ہیں: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت اُبی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو الدرداء، رضی اللہ تعالیٰ عنہم"، پھر حجاج بن دینار کہتے ہیں کہ لوگوں نے ابن مسعودؓ کے تلامذہ میں غور کیا تو پایا کہ ابن مسعود کا علم اُن کے اِن چھ تلامذہ میں جمع ہو گیا ہے:

علقمہ، اسود، حارث بن قیس، عمرو بن شرحبیل، عبیدۃ سلمانی، اور مسروق، رحمہم اللہ تعالیٰ"۔

اور ان سب کے علوم کا جامع حضرت ابراہیم نخعی کو مانا جاتا تھا، حافظ مزی "تہذیب الکمال" میں آپ کو "مفتی کوفہ" لکھتے ہیں، اور مشہور محدث اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ وہ آپ کو حدیث پاک کا صیرفی (جوہری) کہا کرتے تھے، آپ کی وفات پر امام شعبیؒ نے (جن کے علوم پر صحابہ بھی رشک کرتے تھے) آپ کے تلامذہ سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ابراہیم کو دفن کردیا، انہوں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا: انہوں نے اپنے بعد اپنے سے بڑا کوئی عالم اور فقیہ نہیں چھوڑا، مخاطب نے کہا حضرت! حسن بصری اور ابن سیرین کو بھی نہیں، فرمایا: کہ ہاں حسن بصری اور ابن سیرین کو بھی نہیں، بلکہ پورے کوفہ، بصرہ، حجاز اور شام کہیں بھی کوئی بھی نہیں۔

حماد بن ابی سلیمان الکوفی التابعی المتوفی ۱۲۰ھ

ابراہیم نخعی کے چھ ممتاز تلامذہ میں آپ سرِفہرست تھے، اور اپنے استاذ کے سب سے زیادہ مقرّب، معتمد اور منظورِ نظر تھے، اُن کی حیات ہی میں فتویٰ دینے لگے تھے، اور بعد از وفات متفقہ طور پر جانشین بنائے گئے، آپ کے بعض معاصرین تفقہ واجتہاد میں آپ کو امام شعبی جیسے اکابر پر بھی فوقیت دیتے تھے۔

کچھ "دوستوں" نے معاصرانہ چشمک کی بناء پر "ارجاء" کا الزام لگایا، اور اُس کی وجہ سے شبیہ خراب کرنے کی کوشش کی، مگر اہلِ علم وفہم بزرگوں نے بات کو سمجھا، اور وضاحت کی کہ "ارجاء" الگ چیز ہے، اور یہ فقہاء وقت جس عقیدہ کے

قائل ہیں یہ الگ ہے۔

ایک نرے محدث (غیر فقیہ) نے بہت سارے فقہاء پر ارجاء کا الزام لگا کر ان کی حیثیت گھٹانے کی کوشش کی تھی، حالاں کہ ان میں: حماد بن ابی سلیمان، امام ابوحنیفہ، مسعر بن کِدام اور ابو معاویہ جیسے اکابر وقت بھی تھے، امام ذہبی کو اس پر ناگواری ہوئی، اور فرمایا: ''کہ اس قسم کا ''ارجاء'' تو بڑے بڑوں کا مذہب رہا ہے، لہذا یہ کوئی عیب کی چیز نہیں'' (میزان الاعتدال ۴/ ۹۹)۔

الاِمام العَلَم ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت التابعی الثقۃ المولود ۸۰ھ، والمتوفی ۱۵۰ھ

نام: نعمان، والد کا نام: ثابت، دادا کا نام: زُوطی، کنیت: ابوحنیفہ، اور لقب: امام اعظم ہے، نسلاً آپ عجمی ہیں، صحیح اور مشہور قول کے مطابق آپ کے آباء واجداد فارس کے رہنے والے تھے۔

اُموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے، اور ۱۵۰ھ میں عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کی قید میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲۰ سال کی عمر میں علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے، علم ادب، علم انساب، علم کلام کے بعد علم فقہ سیکھنے کی غرض سے امام وقت حضرت حماد بن ابی سلیمان کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔ (تاریخ للخطیب متوفی ۴۶۳ھ بغداد ج ۱۳، ص ۳۲۵)۔

اور حضرت حماد کے حلقۂ درس کے سب سے ممتاز شاگرد اور اپنے ہم عصروں میں سب سے باکمال فقیہ ہوئے، سنہ ۱۲۰ھ میں اپنے استاذِ محترم کی وفات کے بعد آپ کے جانشین ہوئے، اور فقہِ دین اور فہمِ نصوص میں اوجِ ثریا پر پہنچ گئے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

امام بخاریؒ وامام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے، اور امام طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہؓ، اور ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان ثریا پر بھی جا لٹکے تو ابنائے فارس میں سے ایک شخص اُسے وہاں سے پالے گا''۔ (بخاری ج ۲، ص ۷۲۷، طبرانی میں ایک حدیث میں ایمان کی جگہ علم بھی آیا ہے)

آپ کے علمی امتیازات اور احسانات

علامہ سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ، شافعی المذہب ہونے کے باوجود ''تبییض الصحیفہ'' میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا سب سے نمایاں مصداق ہیں، آپ ابنائے فارس میں سے ہیں۔ (تبییض الصحیفہ ص ۶، سراج المنیر ص ۲/۲۱۶)

عقیدۂ اسلام کے خلاف جبر وقدر، اعتزال ورفض، تشبیہ وتجسیم، خروج وارجاء وغیرہ جتنے فتنے اٹھے؛ عراق سے اٹھے، اللہ تعالیٰ کا نظامِ قدرت دیکھئے کہ اِن فرعونوں کے مقابلہ کے لیے سب زیادہ ''موسیٰ'' بھی وہیں پیدا ہوئے، خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ کا مبارک سلسلہ اسی خطہ کے حصہ میں آیا، اور

اسی سلسلۃ الذہب کی سب سے درخشاں اور روشن کڑی امامِ اعظم حضرت امام ابوحنیفہ کی صورت میں جلوہ گر ہوئی، جس نے پورے عالم اسلام کو اپنی ضوفشانیوں سے منور وتاباں کردیا۔

آپ نے مثبت طور پر، رہتی دنیا تک کے لیے اپنی عظیم تر فقہی خدمات کے ساتھ ساتھ، منفی پہلو سے باطل فرقوں اور شیطانی فتنوں کی سرکوبیوں کا وہ سامان کیا کہ آج تک وہ سب دفاعی پوزیشن سے باہر نہیں آسکے۔

آپ نے جہاں ایک طرف مسلمانوں کی علمی وعملی ضرورتوں کو محسوس فرماتے ہوئے ''فقہِ اصغر'' کے موضوع پر بیش قیمت تحریری وزبانی ''آثار'' چھوڑے، وہیں آپ نے دوسری طرف اہلِ اسلام کی فکری اور اعتقادی ضروریات وتقاضوں کا خیال فرماتے ہوئے، عقائدِ اسلام کی سب پہلی کتاب ''فقہِ اکبر'' بھی تصنیف فرمائی، اور اس کے ذریعہ اپنے وقت کے تمام اعتقادی فتنوں کا سدّ باب کیا۔

فائدہ: واضح رہے کہ مکلّف کے ظاہری وباطنی شرعی اعمال کو موضوعِ بحث بنانے والے فن کا نام ''فقہِ اصغر'' ہے (جس کی دو قسمیں ہیں: فقہِ ظاہر، اور فقہِ باطن، اور فقہِ باطن کا دوسرا نام ''تصوف'' بھی ہے)، اور شریعت کی روشنی میں مکلّف کے افکار ونظریات اور عقائد وخیالات سے بحث کرنے والے فن کا نام ''فقہ اکبر'' ہے۔

پھر آپ کی اِسی کتاب ''فقہِ اکبر'' کی روشنی میں مشہور حنفی محدِّث وفقیہ امام طحاوی (ت:۳۲۱ھ) نے اپنی مشہور روزگار کتاب ''العقیدۃ الطحاویۃ'' تصنیف فرمائی، جس کا بدل آج تک تیار نہیں کیا جاسکا، حتی کہ امام صاحبؒ کے احسانات کو

فراموش کرنے والے حضرات بھی اس کتاب سے استفادہ پر مجبور ہیں، اسی لیے تو امام بخاریؒ کے استاذ الاستاذ مشہور محدّث عبداللہ بن داود الخُریبیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اہلِ اسلام پر ضروری ہے کہ وہ اپنی نماز کی دعاؤں میں امام صاحب کو بھی یاد رکھا کریں (تہذیب الکمال ۴۳۲/۲۹)۔ ۔جزاه الله تعالى عنا وعن جميع أهل الإسلام والمسلمين خير ما يجزي به المخلصين المحسنين۔

حافظ ابن الأثیر شافعی (ت: ۶۰۶ھ) ''جامع الأصول'' میں فرماتے ہیں کہ ''روئے زمین پر اللہ کی سب سے زیادہ عبادت امام ابوحنیفہ کی فقہ کے مطابق کی جاتی ہے''،

امام ابوداؤد صاحب السنن فرماتے ہیں۔ ''إن أبا حنيفة كان إماماً'' (تذکرۃ الحفاظ ج اص ۱۷۷)۔

آپ کے تابعی ہونے کا ثبوت

حافظ عراقیؒ (متوفی ۸۰۶ھ) اور حافظ ابن حجرؒ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے ''فتاویٰ حدیثیۃ'' میں آپ کے تابعی ہونے کا اثبات کیا ہے، حافظِ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے حضرت انس بن مالکؓ (ت: ۹۳ھ) کی زیارت کی ہے، اسی لئے ذہبی آپ کو ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ''امام اعظم'' کے لقب سے ذکر کرتے ہیں، اور لکھتے ہیں ''مولده سنةَ ثمانين، رأى أنس بن مالكؓ غيرَ مرّة، لمّا قدِم عليهم الكوفة'' (تذکرۃ الحفاظ، ج اص ۱۷۶، وفیات الاعیان ج ۲، ص ۲۹۴)۔

اور تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت انسؓ کی زیارت کے علاوہ آپ نے حضرت

(۱) عمرو بن حریث الکوفی ۸۵ھ۔ (مناقب ابوحنیفہ وصاحبیہ ص ۸)

(۲) حضرت واثلۃ بن الاسقع الشامی ۸۵ھ۔ (تبییض الصحیفہ ص ۹،)

(۳) حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی الشامی ۸۶ھ۔ (حاشیہ تبییض الصحیفہ ص ۱۲)

(۴) حضرت عبداللہ بن الحارث الزبیدی المصری ۸۶ھ۔

(مسند ابی حنیفہ ص ۲۵، جامع بیان العلم للعبد البر ج ۱ ص ۴۵ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۴)

(۵) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی الکوفی ۸۷ھ، (عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان للعلامۃ یوسف الصالحی الشافعی ص ۴۹، ۵۰ وفیات الاعیان لابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ)

(۶) حضرت سہل بن سعد الساعدی المدنی ۸۸، یا ۹۱ھ۔

(وفیات الاعیان ج ۲، ص ۲۹۴)

(۷) حضرت عبداللہ بن بُسر المازنی الشامی ۸۸، یا ۹۶ھ۔ (تبییض الصحیفہ ص ۹)

(۸) حضرت سائب بن یزید المدنی ۸۲، یا ۹۱، یا ۹۴ھ۔ (تبییض الصحیفہ ص ۹)

(۹) حضرت محمود بن الربیع المدنی ۹۹ھ۔ (تبییض الصحیفہ ص ۹)

(۱۰) حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ المکی ۱۱۰ھ۔ (وفیات الاعیان ص ۲/۲۹۴)

جیسے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا زمانہ بھی پایا ہے۔

فائدہ: تنسیق الکلام ص ۱۰ پر آٹھ صحابہ کی ملاقات کا ذکر ہے، گویا ائمۂ اربعہ میں سے تنہا آپ کو تابعی ہونے، اور ''اول القرون الثلاثۃ الخیرۃ'' کے مبارک دور کے ادراک کا شرف حاصل ہے، و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت امام صاحبؒ کا علم حدیث

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی زیادہ توجہ علم اصول، تدوین فقہ اور استنباط و استخراج مسائل کی طرف رہی، تاہم آپ نے کثرت سے احادیث بھی روایت کیں، حافظ ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں: روی حماد بن زید عن أبی حنیفة أحادیث کثیرة (الانتقاء ص ۱۰۲) جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معینؒ (متوفی ۲۳۳ھ) کہتے ہیں کہ امام وکیعؒ (متوفی ۱۹۷ھ) آپ ہی کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے، اور انہوں نے حضرت امام صاحبؒ سے بہت بڑی تعداد میں حدیث سنی تھی: کان یُفتي برأی أبی حنیفة ...، وکان قد سمع من أبي حنیفة حدیثاً کثیراً۔ (جامع لابن عبد البر بیان العلم ج ۲ ص ۱۴۹)

شیخ محمد زاہد الکوثریؒ (ت: ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے جتنی بڑی تعداد میں فقہی جزئیات مدوّن فرمائے ہیں وہ بغیر حدیث کی وسعتِ معلومات کے ممکن ہی نہیں ہے۔

سو اختلافِ مسائل میں یہ سمجھنا کہ شاید یہ روایت امام صاحبؒ کو نہ پہنچی ہو، وہ سوءِ ظنی ہے جسے قرآن میں إنّ بعض الظن إثم کہا گیا ہے، ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں: فالظن بأبي حنیفة أن هذه الأحادیث لم تبلغهُ، ولو بلغته لقال بها؛ هذا من لأبغض الظن (شرح مسند امام)۔

آپ نے اپنے بیٹے حماد کو جو وصیّت فرمائی، اس میں جن پانچ حدیثوں کی

طرف انہیں توجہ دلائی، اُن کے بارے میں فرمایا کہ میں نے یہ پانچ حدیثیں پانچ لاکھ حدیثوں سے منتخب کی ہیں ''جمعتها مِن خمس مائة ألف حديث''

(الوصیۃ للضرار بن عمر ص ۶۵)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی مجتہدانہ نظر پانچ لاکھ احادیث پر تھی، مشہور محدّث عبداللہ بن عبدالرحمٰن المقریٔ (۲۱۳ھ) جب آپ سے روایت کرتے تو فرماتے: ''مجھ سے یہ حدیث اُس شخص نے بیان کی جو اِس فن میں بادشاہوں کا بادشاہ تھا'' خطیب بغدادیؒ (۴۶۳ھ) عبدالرحمٰن کے تذکرہ میں لکھتے ہیں: ''كان إذاحدَّث عن أبي حنيفة قال: حدَّثنا شاهنشاه''.

(ج ۱۳ص ۲۴۵ تبیض الصحیفہ ۱۰۱)

یحییٰ بن معینؒ، امام صاحبؒ کے بارے میں کہتے ہیں: ''روایت وحدیث میں آپ ثقہ ہیں''، (سیر اعلام النبلاء ج ۵، ص۳۰۲) اور رہی بات آپ سے مروی احادیث کی تعداد کم ہونے کی، تو حضراتِ خلفاء راشدین جو ابتدائے اسلام ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب رہنے والوں میں تھے، اِن کی احادیث کی تعداد بھی تو دوسرے قلیل الصحبہ حضراتِ صحابہ کے مقابلہ میں بہت کم ہے، لہٰذا اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ان حضرات کے پاس احادیث تھیں نہیں، بلکہ کچھ تو غایتِ ورع واحتیاط کی وجہ سے مرفوعاً احادیث بیان کرنے سے گریز کرتے تھے، اور کچھ کو دوسرے اہم مشاغل کی وجہ سے محدثین کے طرز پر خاص تحدیث واخبار کا موقع نہیں مل سکا۔

اس کے باوجود حضرت امام صاحبؒ سے کثرت سے احادیث منقول ہیں،

حضرت امام عطاء بن رباحؒ، نافع مولی ابن عمرؒ، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرجؒ، سلمۃ بن کہیلؒ، امام محمد باقرؒ، قتادہؒ، عمرو بن دینارؒ، جیسے محدثین عظام آپ کے اساتذہ میں ہیں، اور وکیع بن الجراحؒ، یزید بن ہارونؒ، ابو عاصم سعد بن الصلتؒ، مکی بن ابراہیمؒ، عبدالرزاق بن ہمامؒ، اور عبیداللہ بن موسیٰؒ، خلف بن منصورؒ، جیسے ائمۂ حدیث آپ کے تلامذہ میں ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۶۷ و سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص۳۰۱)

حافظ ذہبیؒ نے آپ کو ائمۂ جرح وتعدیل کی فہرست ''ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل'' میں بانیانِ ''جرح وتعدیل'' میں شمار کیا ہے، اور حافظ مزیؒ وحافظ ابن حجرؒ، رُواۃ کے بارے میں آپ کے اقوال کو نقل کرتے ہیں، زید بن عیاش کے بارے میں لکھتے ہیں: ''قال أبو حنيفة: إنه مجهول'' (تہذیب الکمال ج۱۰، ص۳۲۲)، عطاء بن اَبی رباحؒ کے بارے میں لکھتے ہیں: قال أبو حنيفة: ما رأيت احداً أفضل من عطاء، اور جابر جُعفی کے بارے میں لکھتے ہیں: ''ما رأيت أكذب من جابر''۔ (تہذیب الکمال ص۴۸، ج۳، ص۳۲۲، ج۱۰)

حافظ ذہبیؒ نے ربیعہ اور ابوالزناد کے بارے میں آپ کی رائے نقل کی ہے، اور دوسرے محدثین نے اسے قبول کیا ہے، امام بیہقی (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ سے سفیان ثوریؒ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اكتب عنه ما خلا حديث أبي إسحاق عن الحارث عن علي، وحديث جابر الجعفي. (کتاب القراءۃ ص۱۲۴)

ان جلیل القدر محدثین کی شہادتیں بتاتی ہیں کہ آپ کس اونچے درجہ کے محدث اوراس فن کے ناقد تھے۔

آپ کا نظریۂ اجتہاد

حافظ ابن عبدالبرؒ مالکی (ت:۴۶۳) نے آپ کا طریقۂ اجتہاد آپ کے اپنے الفاظ میں اس طرح نقل کیا ہے: ''میں ہر مسئلہ کا حکم سب سے پہلے ''کتاب اللہ'' میں تلاش کرتا ہوں، اُس میں نہ ملے تو ''سنتِ رسول اللہ'' میں دیکھتا ہوں، اس میں بھی نہ ملے تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مختلف اقوال میں سے کسی ایک کو ترجیح دے لیتا ہوں، لیکن جب معاملہ دوسرے مجتہدین: ابراہیم نخعیؒ، شعبیؒ، حسن بصریؒ، اور عطاءؒ، تک آجائے تو میں بھی اجتہاد کرتا ہوں، جیسا کہ انہوں نے اپنے وقتوں میں اجتہاد کیا تھا۔ (الانتقاء ص۲۰،تہذیب الکمال ج۱۰ص۳۲۱)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام صاحبؒ روایات کو ہمیشہ اُس موضوع کی دوسری روایات اور قرآنی آیات سے ملا کر دیکھتے تھے اور جو روایت اس عمومی موقف سے جدا رہتی، اس کا نام ''شاذ'' رکھتے، حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: إنه كان يذهب في ذالک إلى عرضها على ما اجتمع عليه من الأحاديث ومعاني القرآن، فما شذَّ من ذالک ردّه، وسمّاه شاذاً۔

(الموافقات للشاطبی ج۲ص۲۶)

رہی بات آپ کے حدیث پر عمل کرنے کے جذبہ کی تو اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ آپ صحیح تو صحیح، ضعیف احادیث کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے تھے،

مرسل احادیث بھی آپ کے یہاں قیاس پر مقدم رہتی تھیں، غیر مقلدین کے مشہور امام حافظ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں: ”فتقديم الحديث الضعيفِ و آثار الصحابة على القياس و الرّأي قوله وقولُ أحمد“ (إعلام الموقعين ص ۸۸، ج ۱ (ترمذی ج ۱، ص ۱۷۶ کے حاشیہ میں کشف الظنون کے حوالہ سے ہے کہ اسکا صحیح نام اعلام الموقفین ہے ۱۲) کہ حدیث ضعیف اور آثار صحابہؓ کو قیاس پر مقدّم کرنا امام ابوحنیفہ اور امام احمد کا مذہب ہے۔

سبقت علمی

مِسْعَر بن کِدَامؒ (۱۵۳ھ) جو امام صاحب کے معاصر ہیں، کس مرتبہ کے عالم تھے؟ یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں: حدیث میں اُن سے زیادہ پختہ آدمی میں نے نہیں دیکھا، امام احمدؒ فرماتے ہیں: ثقہ لوگ شعبہؒ اور مسعرؒ جیسے ہوتے ہیں، وہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بارے فرماتے ہیں: ”طلبتُ مع أبي حنيفةَ الحديثَ فغَلَبَنا، و أخذنا في الزهد فبَرَع علينا، وطلبنا معه الفقه فجاء منه ما ترَون“ (الانقاء ص ۲۷، عقود الجمان ص ۱۹۶، المواهب الشریفیہ لمولانا عاشق الٰہی البرنی ص ۷) (میں امام ابوحنیفہ کا رفیقِ درس تھا، ہم اور آپ حدیث کے طالب علم بنے تو آپ ہم سے آگے نکل گئے، ہم زہد و تصوف میں لگے تو آپ ہم سے آگے بڑھ گئے، ہم فقہ میں اُن کے ساتھ شریک ہوئے تو تم دیکھ رہے ہو کہ وہ کس مقام پر آ نکلے ہیں)

عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں: مسعر جب حضرت امام ابوحنیفہؒ کو دیکھتے تو

احتراماً کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے تو بڑے مؤدب ہو کر بیٹھتے، امام مسعرؒ کا یہ اقرار آپ کے مرتبہ فی الحدیث کی کھلی شہادت ہے۔ (فضائل ابی حنیفہ واخبارہ ومناقبہ ص ۱۰۶)

علمی دنیا میں آپ کا مرتبہ اور اعتماد واستناد

(۱) آپ کا شمار امت کے منتخب ترین افراد میں ہوتا ہے، آپ کی فقہی آراء کو صحابہ وتابعین کی آراء کے ساتھ جگہ دی جاتی ہے، امام طحاوی (ت: ۳۲۱)، حافظ ابن حزم ظاہری (ت: ۴۵۶)، حافظ ابن عبد البر مالکی (ت: ۴۶۳) اور ان کے علاوہ سلف سے لے کر خلف تک کے سارے شراح حدیث اور فقہاء کرام صحابہ وتابعین کے اقوال نقل کرنے کے بعد آپ کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔

(۲) حافظ بن عبد البر مالکیؒ نے حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد محدث کبیر یزید بن ہارونؒ (متوفی ۲۰۶ھ) کا اپنے استاذ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں یہ تأثر نقل کیا ہے: ''میں نے ایک ہزار محدثین کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے، اور اُن میں سے اکثر سے روایات بھی لی ہیں، میں نے اُن میں سب سے زیادہ فقیہ اور پارسا ان پانچ کو پایا ....اور اُن میں اول درجہ پر امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ (الانتقاء ص ۱۶۳)

محدثین جب کسی کو فقیہ کہتے ہیں تو اُن کی مراد معانیٔ حدیث بہتر سمجھنے والے کی ہوتی ہے، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں ''كذلك قال الفقهاء، وهم أعلم بمعاني الحديث'' (جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۹۹۰)

(۳) امام لیث بن سعد مصری (ت: ۱۷۵ھ) کس مرتبہ کے عالم تھے، امام

شافعیؒ (ت: ۲۰۴) فرماتے ہیں: آپ امام مالکؒ سے زیادہ حدیث کے ساتھ چلنے والے تھے، مصری حکومت آپ کی جلالتِ علمی سے مرعوب رہتی تھی، یہ امام لیث فرماتے ہیں: ''امام ابوحنیفہؒ کی علمی شہرت بہت تھی، مجھے آپ سے ملنے کا شوق ہوا، مکہ میں آپ سے ملاقات ہوئی، میں نے دیکھا کہ لوگ آپ پر ٹوٹے جارہے ہیں، ایک شخص کی زبان سے نکلا ''ابوحنیفہ''، میں سمجھ گیا کہ یہی امام ابوحنیفہ ہیں، میری امید برآئی۔ (مناقب ثلاثہ: از، ذہبی ص ۲۲)

لیث بن سعد مصریؒ خود مجتہد ہیں، صدیوں اُن کے مقلدین موجود رہے، آپ کا فقہ حنفی سے اس قدر توارد رہا کہ تاریخ انہیں بھی احناف کی صف میں لے آئی، نواب صدیق حسن خاں نے بھی یہی کہا ہے۔

(۴) حضرت امام مالکؒ سے کسی نے امام صاحب کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات پاک ہے، میں نے ان جیسا کثیر العلم کسی کو نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ص ۳۳۸، ۱۳عقود الجمان ص ۱۸۶)

(۵) حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ امام ابوحنیفہ افقہ الناس ہیں اور میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۳)

(۶) حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں، اور ان کے سامنے بچے ہیں۔ (اخبار ابی حنیفہ وصاحبیہ للذہبی ص ۱۳)

(۷) مشہور محدث اور فقیہ امام ابن شہاب زہری کے تلمیذ رشید یاسین زیات کوفی نے مکہ میں خود یہ اعلان فرمایا: لوگو! ابوحنیفہ کے حلقہ میں جا کر بیٹھا کرو، ان کو

غنیمت جانو، ان کے علم وکمال سے فائدہ اٹھو، ایسا آدمی پھر نہ ملے گا، اگر تم نے ان کو کھو دیا تو علم کی بہت بڑی دولت ومقدار کو کھو دیا۔

(الامام الموفق الدین بن احمد المکی متوفی ۵۶۸ھ، ص ۳۸)

(۸) یحی ابن سعید القطان فرماتے ہیں: اس امت میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ علم پہنچا ہے خدا کی قسم امام ابوحنیفہ اس کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ (امام المحدثین ص ۷۳)

(۹) شیخ ابوبکر الجزائری اپنی کتاب ''العلم والعلماء'' میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی تعریف کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ان چار ائمہ میں سے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شریعتِ اسلامیہ کو گمراہ لوگوں سے بچایا اور آپ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر علم ثریا ستارہ کے پاس ہو تو فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کرلیگا۔ (العلم والعلماء ص ۴)

اکابر محدثین کا فقہِ امامؒ پر سرِ تسلیم خم کرنا

امام یحییٰ بن سعید القطانؒ (ت: ۱۹۸) کس مرتبہ کے عالم ہیں؟ فنِ رجال کا باقاعدہ سلسلہ انہیں سے شروع ہوا، امام بخاریؒ کے اساتذہ میں سے امام احمدؒ (متوفی ۲۴۱ھ) امام یحییٰ بن معینؒ (متوفی ۲۳۳ھ) اور امام علی بن المدینیؒ (متوفی ۲۳۴ھ) یہ سب آپ ہی کے تربیت یافتہ تلامذہ ہیں، یہ حضرات ان کے سامنے کھڑے ہوکر احادیث کی تحقیق کرتے تھے، ائمہ حدیث کہتے ہیں کہ جس شخص کو یحییٰ متروک قرار دیں تو ہمارے نزدیک بھی وہ متروک ہے، حضرت امام صاحب

کے اوپر اُن کا ایسا اعتماد تھا کہ فقہ میں آپ ہی کو ترجیح دیتے تھے اور آپ ہی کے قول پر عمل کرتے تھے: قال يحيىٰ بن معين: سمعت يحيىٰ بن القطان يقول: لانكذِبُ، ما سمعنا أحسن رأياً مِن رأي أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله".
(تہذیب التہذیب ج ۱۰ص ۴۰۲)

(ہم جھوٹ نہیں بول سکتے، ہم نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ بہتر کسی کو صائب الرائے نہیں پایا اور ہم نے آپؒ کے اکثر اقوال میں آپ کی پیروی کی ہے)۔

اسی طرح حافظِ ذہبیؒ نے "سیَر اعلام النبلاء" میں ائمۂ محدثین میں سے حضرت داود طائی ۱۶۲ھ (ج ۶، ص ۲۹۳)، عبداللہ بن المبارک ۱۸۱ھ (ج ۵، ص ۲۹۳)، وکیع بن الجراح ۱۹۷ھ (ص ۴۳۴/ ۶)، حفص بن عبدالرحمٰن بلخی ۱۹۹ھ (ص ۱۹۸/ ۸) یحیٰ بن معین ۲۳۳ھ (ص ۳۷۰/ ۹) بکّار بن قُتیبۃ الثقفی ۲۷۰ھ (ص ۲۷۰/ ۹) ابویعلی الموصلی ۳۰۷ھ (ص ۱۲۲/ ۱۰) ابو بشر الدولابی ۳۱۰ھ، ابوجعفر الطحاوی ۳۲۱ھ (ص ۳۳۹/ ۱) رحمہم اللہ تعالی جیسے اکابرِ فن کے حنفی ہونے کی تصریح کی ہے۔

آپ کی عقل اور ذہانت

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الدمشقی الشافعی المتوفی ۹۴۲ھ، نے اپنی کتاب عقود الجمان فی مناقب الامام ابی حنیفہ النعمان میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی ذہانت وعقلمندی پر مختلف معاصرین اور اہلِ علم کی شہادتیں ذکر کی ہیں، ذیل میں چند بیان کی جاتی ہیں:

(۱) علی بن عاصم متوفی ۲۰۱ھ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی عقل کو آدھی دنیا کی عقل سے وزن کیا جاتا، تو امام صاحب کی عقل بھاری پڑتی۔

(۲) خارجہ بن مصعب متوفی ۱۶۸ھ، فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک ہزار علماء کی زیارت کی ان میں سے عقلمند صرف تین یا چار کو پایا، جن میں سے ایک امام ابوحنیفہ ہیں۔

(۳) بکر بن خنیس فرماتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ اور ان کے زمانہ کے سبھی لوگوں کی عقلیں جمع کی جاتیں تو امام صاحب کی عقل، سب عقلوں سے بڑھ جاتی۔

(عقود الجمان ص ۱۲۰)

آپ کے عمل بالحدیث کے سلسلہ میں اہلِ حدیث علماء کا اعتراف

حافظ ابراہیم سیالکوٹی ان علماء اہلحدیث میں سے ہیں جن کو متفقہ طور پر پوری جماعت نے تاریخ اہلحدیث مرتب کرنے پر آمادہ کیا، یہ تاریخ دو حصوں میں لکھی گئ اور اہلحدیث حلقہ میں کافی مقبول ہوئی ذیل میں اسی کتاب سے کچھ اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں:

(۱) حافظ ابراہیم میر سیالکوٹی اپنی کتاب ''تاریخ اہلحدیث'' میں تحریر کرتے ہیں کہ جب ہم نے امام صاحبؒ کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو مختلف کتابوں کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آگیا، جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن میں دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکایک میرے سامنے اندھیرا چھا گیا ''ظلمات بعضہا فوق بعض'' کا منظر ہوگیا، معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ یہ امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس لئے استغفار کرو، میں نے کلماتِ استغفار دہرانے شروع کئے وہ اندھیرے فوراً کافور ہوگئے اور ان کی جگہ ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو ماند کر دیا، اس وقت سے میرے دل میں امام

صاحب سے عقیدت اور زیادہ ہوگئی، اور میں ان شخصوں سے جن کو امام صاحب سے حسنِ عقیدت نہیں، کہا کرتا ہوں: کہ میری اور تمھاری مثال اس آیت کے مثل ہے جس میں حق تعالیٰ نے منکرین معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے "أفتمارونه علیٰ ما یریٰ" (یعنی) میں نے جو کچھ عالم بیداری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑنا بے سود ہے، واللہ ولی الھدایۃ۔

(۲) اور اسی کتاب کے ج ا ص ۱۹۱ پر لکھتے ہیں: کہ امام ابوحنیفہ اہل حدیث اور اہل سنت کے بزرگ امام ہیں۔

(۳) اور ص ۲۰۵ پر تحریر فرماتے ہیں: کہ امام ابوحنیفہ حدیث (ضعیف) کے ہوتے ہوئے (بھی) قیاس کو ترک کردیتے تھے۔

(۴) خاتمۃ الکتاب میں لکھتے ہیں کہ: اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگانِ دین خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسنِ ظن رکھیں اور گستاخی و بے ادبی سے پرہیز کریں کیوں کہ اس کا نتیجہ دونوں جہاں میں موجبِ خسران ونقصان ہے۔

خاک پائے علمائے متقدمین ومتاخرین حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔

(تاریخ اہلحدیث ص ۷۱ و ۷۲ مطبوعہ نئی دہلی)

۲ = حافظ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ (متوفی ۷۲۸ھ) اپنی مشہور کتاب "منہاج السنۃ" میں تحریر فرماتے ہیں: کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے متبعین سب اہل الحدیث والتفسیر والفقہ تھے۔ اسی وجہ سے آپ خود اس رائے کی شدید مذمت فرماتے تھے جو

سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو، بلکہ اس کو ضلالت سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ (منہاج السنہ ج ا ص ۱۷۲)

۳ = علامہ ابن الاثیر الجزری علیہ الرحمہ متوفی ۶۰۶ھ، نے مذہب حنفی کے سلسلہ میں عجیب بات ارشاد فرمائی: کہ اگر اس مذہبِ حنفی میں اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا راز پوشیدہ نہ ہوتا تو دنیائے اسلام کے آدھے مسلمان یا اس کے قریب اس مذہب کے مقلد نہ ہوتے، ہمارے زمانہ تک جسے امام صاحب سے تقریباً چار سو برس کا زمانہ ہوتا ہے ان کے فقہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو رہی ہے، اور ان کی رائے کے مطابق شریعت پر عمل ہو رہا ہے، اس میں اس حقیقت کی صحت پر اول درجہ کی دلیل ہے۔ (رجال جامع الاصول ص ۸۰)

عالمِ اسلام کا پچھتر فیصد حنفی مسلک

یہ حقیقت ہے کہ پوری دنیائے اسلام کے تقریباً دو تہائی (یا تین چوتھائی) حصے پر حنفی مسلک کے مطابق عمل ہو رہا ہے، اسی حنفی مسلک پر صدیاں بیت گئیں، سلاطینِ اسلام کے فیصلے اور حکومتیں رہیں، اسی کا چرچا رہا، اور اب تک تقریباً ۱۳ سو سال سے اسی حنفی مسلک کی ترویج و اشاعت، تعلیم و تمسک پر اکثریت کا دارومدار رہا ہے۔

مشہور مؤرخ و محقق مصری عالم علامہ احمد تیمور نے نظرۃ تاریخیہ فی حدوث المذاہب الاربعہ وانتشارہا میں لکھا ہے کہ موجودہ زمانہ میں صحیح اندازہ تو نہیں ہے کہ ان چاروں مذاہب کے ماننے والے کہاں کتنے ہیں؟ البتہ مغرب اقصیٰ، تیونس،

الجزائر اور کئی افریقی ممالک ہیں مالکی مسلک غالب ہے، ان علاقوں میں ترکی نسل کے احناف بھی ہیں اور سلاطین ترکی کے زمانے سے یہاں آباد ہیں۔

مصر میں شافعی اور مالکی مسلک رائج ہے۔

صعید اور سوڈان میں مالکیہ ہیں احناف بھی بکثرت ہیں۔

مصری حکومت کا مذہب حنفی ہے کچھ حنابلہ بھی ہیں۔

شام کے مسلمان آدھے حنفی ہیں، ایک چوتھائی حنبلی اور ایک چوتھائی شافعی ہیں، فلسطین میں شوافع کا غلبہ ہے مالکی اور حنفی بھی ہیں۔

عراق میں حنفی مسلک کو عروج ہے اور کچھ شوافع، مالکیہ، اور حنابلہ بھی ہیں، ترکی، البانیہ، بلقان میں احناف غالب ہیں۔

کردستان اور آرمینیہ پر شوافع کا اثر ورسوخ ہے۔

فارس کے اہلِ سنت میں شوافع زیادہ ہیں کچھ احناف ہیں۔

افغانستان احناف غالب ہیں کچھ شوافع اور حنابلہ بھی ہیں۔

ترکستانات (خوارزم، بخاریٰ تاشقند، ازبکستان، ترکمانیہ، قزغیریہ، قزاکستان، اور آذربیجان وغیرہ) میں حنفی ہیں۔

ترکستانِ شرقی (سنکیانگ) میں بھی حنفی ہیں، کچھ شافعی بھی ہیں۔

بلاد قوقاز میں احناف غالب ہیں کچھ شافعی بھی ہیں۔

ہندوستان میں قدیم زمانے میں شوافع زیادہ تھے۔

سندھ میں ان کی کثرت تھی، مغربی سواحل پر قدیم زمانے سے عربی النسل مسلمان آباد تھے، ان کا مسلک شافعی تھا۔

کوکن، مالابار اور مدراس میں اب بھی شوافع ہیں۔

اس زمانے میں ہندوستان میں بشمولیت پاکستان، بنگلہ دیش حنفی مسلک رائج ہے۔

جزیرہ مالدیپ کی کل آبادی کے تقریباً ایک لاکھ ہے مسلمان ہیں تمام کے تمام شافعی ہیں، یہاں پہلے مالکی مذہب رائج تھا۔

سیلون (سری لنکا) جاوا، سماترا، جزائرشرق الہند، جزائرفلپائن میں شوافع زیادہ ہیں۔

سیام (تھائیلینڈ) کے مسلمان زیادہ تر شافعی ہیں کچھ حنفی بھی ہیں امریکا کے علاقہ برازیل میں پچاسوں ہزار حنفی مسلمان آباد ہیں۔

امریکا کے دوسرے علاقوں میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ مسلمان ہیں جو مختلف مسالک کے پیرو ہیں۔

حجاز میں شافعی اور حنفی غالب ہیں۔

دیہاتوں میں احناف کے ساتھ مالکیہ بھی ہیں۔

اہل نجد حنبلی ہیں۔

اہل عسیر شافعی ہیں۔

نیز عدن، یمن، حضرموت کے اہل سنت شافعی ہیں، عدن میں احناف بھی ہیں۔

عمان میں فرقہ آباضیہ (خوارج) کا غلبہ ہے، کچھ حنبلی اور شافعی بھی ہیں، قطر

اور بحرین میں مالکی مسلک عام ہیں، نیز نجد کے حنابلہ بھی ہیں اقصیٰ کے اہل سنت میں حنبلی اور مالکی عام ہیں۔

کویت میں مالکیہ زیادہ ہیں۔

یہ تخمینی اعداد و شمارات ہیں ایسے تقریباً ۵۰ سال پہلے کے

موجودہ زمانے میں یورپ، امریکا، افریقہ، اور دیگر ایشیائی افریقی اور مغربی ممالک میں بیرونی اور مقامی مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد پیدا ہوگئی ہے جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

محدثِ کبیر شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کہ دنیائے اسلام کی دو ثلث آبادی اسی فقہ حنفی کی پیرو اور مرہونِ منت ہے۔ (مرقات ج ۲ ص ۲۴)

یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ جب تک مجموعی طور پر امت، علماء سلف کا احترام کرتی رہی، اور تقلیدِ ائمہ کے واسطہ سے اپنے آپ کو دینِ اسلام اور سنتِ نبویہ کا پابند بنائے رہی، جب تک اللہ تعالیٰ نے اُسے دنیوی عزت و شوکت سے بھی نوازا، اور جب ائمۂ سلف پر لعن وطعن کا سلسلہ شروع ہوا تو پوری قوم اُس کے وبال اور اِدبار کا شکار ہوگئی، حدیث میں بھی تو ہے: ”من عادى لي ولياً فقد آذنته بالحرب“، اور ”يلعن آخر هذه الأمة أولها“۔

اور یہ پہلو بھی غور کرنے کا ہے کہ جب تک امت کی باگ ڈور احناف (عباسیوں اور ترکیوں) کے ہاتھ میں رہی امت میں خیر غالب رہی، اور دنیا میں

مسلمانوں کا رعب و دبدبہ رہا، اور جب سے قیادت مذہب سے آزاد لوگوں کے ہاتھوں میں آئی ہے، ہر جگہ اور سطح پر رسوائی کا سامنا ہے، نعوذ باللہ من الخذلان، ومن الحور بعد الکور، والی اللہ المشتکی۔

فقہ حنفی حدیث ہی کی تفسیر ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر محدث فرماتے ہیں: اے لوگو! تم یہ نہ کہو کہ یہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے، بلکہ اس طرح کہو کہ وہ حدیث کی تفسیر ہے۔ (ذیل الجواہر ص ۴۶۰)

محدث کبیر علی بن خشرم (۲۵۷) فرماتے ہیں: کہ ہم سفیان بن عیینہ کی مجلس میں تھے انہوں نے فرمایا: اے اصحابِ حدیث تم حدیث میں تفقہ پیدا کرو، ایسا نہ ہو کہ اصحاب الرائے تم پر غالب آجائیں، اور امام ابوحنیفہ نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جس میں ہم ایک یا دو حدیثیں نہ روایت کرتے ہوں۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص ۲۶)

حدیث فہمی کے لئے ابوحنیفہ کی ضرورت

امام صدر الائمہ مکی نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے، کہ حدیث اور اثر کا علم حاصل کرنا تم پر ضروری ہے لیکن اثر کے لئے ابو حنیفہ کی ضرورت ہے تاکہ ان کی بدولت حدیث کی تفسیر اور اس کے معنی سمجھے جاسکیں۔ (مناقب موفق ج ۲ ص ۵۳)

فقہ حنفی شورائی فقہ ہے

فقہ حنفی کو دوسرے فقہی مکاتبِ فکر میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ شخصی فقہ نہیں، شورائی اور اجتماعی فقہ ہے، حضرت امامؒ کی مجلس شوریٰ میں چالیس علماء شامل ہوتے تھے، آپؒ اُن سے پوری بحث و تمحیص کے بعد کسی مسئلے میں رائے قائم فرماتے، دوسرے اکابر علماء کا کہیں اختلاف ہوتا تو وہ بھی لکھا جاتا۔

اِس طرح فقہ حنفی، امام صاحبؒ کی آراء میں محدود اور آپ ہی کے اختیار کردہ فیصلوں کا پابند نہیں ہے، بلکہ آپ کے مرتّب کردہ اصولوں کی روشنی میں آپ کے تلامذہ: امام ابو یوسف، زُفر بن ہُذیل، حسن بن زیاد، محمد بن سماعہ، محمد بن الحسن اور اُن کے بعد ابو حفص کبیر، ابو حفص صغیر، پھر طحاوی، سرخسی، بزدوی اور کرخی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابرِ فقہ و حدیث کی آراء، مباحث اور ترجیحات بھی اس کے خمیر میں شامل ہیں، جس کے بعد صرف امام صاحب کی شخصیت سے الجھنا اور الجھانا خلطِ موضوع اور مجادلۂ غیر احسن ہے۔

مولانا ظفر احمد تھانویؒ ''اعلاء السنن'' کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ امام صاحبؒ کا علم حدیث وسیع نہیں تھا، پھر بھی یہ بات مسلکِ حنفیت کے ضعف کو مستلزم نہیں ہے، کیوں کہ آپ کا فقہی استنباط کا کام اجتماعی طور پر ہوتا تھا، جس میں مختلف علوم و فنون کے باکمال افراد شریک رہتے تھے، اور

ہر ہر مسئلہ میں باقاعدہ مناقشہ اور مباحثہ ہوتا تھا، اور امام صاحب اپنے تلامذہ کی آراء کو ملاحظہ فرمانے کے بعد اپنی آخری رائے بیان فرماتے تھے، اور اس میں بھی رجوع مراجعت کا سلسلہ رہتا تھا۔

اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ''فقہِ حنفی'' کے (مثلاً) ایک لاکھ جزئیات میں سے بمشکل نصف میں امام صاحبؒ کے قول پر فتوی ہے، باقی میں کہیں آپ کے تلامذہ کے اقوال پر ہے، کہیں متأخرین کے اقوال پر، اور کہیں علمائے احناف کو چھوڑ کر دوسرے ائمہ کے اقوال پر، معلوم ہوا کہ فقہ حنفی کا مدار محض امام صاحب کے اقوال پر نہیں، بلکہ قوتِ دلیل پر ہے، البتہ دلیل کی قوت اور ضعف کے فیصلہ میں نرے محدثین کا نہیں، بلکہ دین کی سمجھ رکھنے والے فقہاء کرام کا اعتبار ہوگا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی سندِ عالی

یہ بات پہلے گذر چکی کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی پیدائش (۸۰ھ) میں ہوئی، اور اُس وقت کوفہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ (۸۷ھ)، اور قریبی شہر بصرہ میں خادمِ رسول حضرت انس بن مالکؓ (۹۳ھ) کے علاوہ پورے عالمِ اسلام میں جلیل القدر صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالی عنہم) کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔

یہ حضرات اسلام کے چلتے پھرتے نمونہ تھے، ان سے روایات لینے کے بجائے ہدایات لینا بھی ایک بڑی سعادت تھی، تابعین کے لیے ضروری نہیں کہ وہ

ان سے روایت بھی لیں، لیکن وہ کونسا تابعی ہے جس نے ان سے ہدایت نہ پائی ہو، صحابہ اقتداء واہتداء کیلئے ہیں، ان سے ہدایت پانا، روایت سے مشروط نہیں۔

صحیح قول کے مطابق امام ابو حنیفہؒ کو اِن حضراتِ صحابہٗ کرامؓ سے روایت کا موقع تو نہیں مل سکا، مگر ابن سعد، دار قطنی، خطیب، عراقی، ابن حجر، سیوطی اور یافعی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے ائمہٗ فن نے آپ کے تابعی ہونے اور حضرتِ انسؓ کی زیارت کرنے کی تصریح فرمائی ہے، وکفی بہ فخراً وفضلاً۔

اُستاذِ محترم حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ کے علاوہ، آپ کی زیادہ تر روایات اُن تابعین عظام سے ہیں جن کو براہِ راست حضراتِ صحابہٗ کرامؓ سے اکتسابِ فیض کا موقع میسّر ہوا، اِس طرح سے آپ کی روایات کی ایک بڑی تعداد میں آپ کے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف دو واسطہ ہے: ایک کسی تابعی کا، دوسرا اُس کے استاذ صحابی کا۔

☆☆☆

دعائیہ کلمات

استاذِ محترم حضرت مولانا زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سابق صدرِ شعبۂ تخصّص فی الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

عزیز القدر مولوی محمد خبیب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا کتابچہ بدست مولوی خالد صاحب (اعظمی) ملا، جو چیزیں قابلِ تصحیح تھیں اُن پر نشان لگا دیا ہے، جملہ احادیثِ ''ابوحنیفہ عن فلاں'' کے بعد حوالہ ''جامع المسانید'' یا ''مسند ابی حنیفہ'' کے علاوہ، جس کتاب کا بھی حوالہ دیں اُس میں بھی ''عن فلاں، عن فلاں'' کا حوالہ ضرور دے دیں، تاکہ کوئی یہ نہ سمجھ جائے کہ ابوحنیفہ ہی کے واسطے سے اُن کتابوں میں بھی حدیث مذکور ہے۔

خدا تعالیٰ آپ کو صحت وقوت عطا فرمائے، اور اس کتابچہ کو ہر قاری کے لیے مفید اور نافع بنائے۔ آمین

فقط

زین العابدین اعظمی

۲۶؍رجب ۱۴۲۹ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

چہل حدیث

(۱) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ: عن أنس رضي اللّٰه عنه، عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: "طَلَبُ العِلمِ فَرِيضةٌ علىٰ كُلِّ مُسلِمٍ".

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ لابی نعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ، ص۲۴، جامع المسانید ص۹۳)۔

(تخریج: ابن ماجہ ص۲۰ عن محمد بن سیرین، عن انس، طبرانی فی الصغیر عن عاصم الاحول ج۱ ص۱۶)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علمِ (دین) کا سیکھنا ہر مسلمان (مکلّف) پر فرض ہے۔

(۲) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ: عن عطية، عن أبي سعيدؓ قال: قال رسولُ اللّٰہ صلى اللّٰه عليه وسلم: "مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَه مِنَ النَّارِ"۔ (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص۱۹۵، عقود الجواہر المنیفہ ص۶۰)۔

(تخریج: البخاری عن ابی حصین، عن ابی صالح، عن ابی ہریرہؓ ج۱ ص۲۱۔ وترمذی ج۲ ص۹۴ عن عاصم، عن زرؒ، عن عبداللہ بن مسعودؓ)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر

جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

(۳) أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ: عن الهيثم، عن ابن سيرين، عن أنس﷜ قال: قال رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلّم: ''نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مَقَالَتِي، ثُمَّ حَفِظَهَا وَاَوْعَاهَا إلىٰ مَنْ هُوَ أَوْعَىٰ لَهَا مِنْهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَىٰ مِنْ سَامِعٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لاَ فِقْهَ لَهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إلىٰ مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ'' فَوَعَاهَا. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۲۵۲)۔

(تخریج: ابو داود عن عبد الرحمٰن بن ابان، عن ابیہ، عن زید بن ثابت ج ۲ ص ۵۱۵۔ وترمذی عن عبد الرحمٰن بن عثمان، عن ابیہ، عن زید بن ثابت﷜ ج ۲ ص ۹۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس شخص کو سرسبز وشاداب رکھے جو میری بات سنے، اور اُس کو یاد رکھے، پھر ایسے لوگوں تک پہنچادے جو اُس سے زیادہ اُس کی حفاظت کرنے والے ہوں. کیوں کہ بہت سے ایسے لوگ کہ جن تک بات بالواسطہ پہنچتی ہے، وہ براہِ راست سننے والوں سے زیادہ اُس سے فائدہ اُٹھانے والے ہوتے ہیں، اور بہت سے فقہ کی طرف منسوب لوگ خود زیادہ فقیہ نہیں ہوتے، اور بہت سے لوگ ایسے لوگوں تک دین پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں جو اپنی ذات میں اُن (پہنچانے والوں) سے زیادہ سمجھ دار ہوتے ہیں۔

(۴) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن أنسؓ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِه".

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۱۵۰، جامع المسانید ج ا ص ۲۱۴)

(تخریج: الترمذی عن احمد بن بشیر، عن شبیب بن بشر، عن انسؓ ج ۲ ص ۹۵، والمعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۷، ص ۲۲۷، رقم الحدیث ۲۲۸، عن الاعمش، عن ابی عمرو الشیبانی، عن ابن مسعود)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک کام کی طرف راہنمائی کرنے والا مثل کرنے والے کے ہے۔

(۵) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن واصل، عن زيد بن وهب، عن أبي ذرؓ قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: "مَنْ مَاتَ لايُشْرِكُ باللّٰه شيئاً دَخَلَ الْجَنَّةَ". (حوالہ: عقود الجواہر المنیفہ ص ۷۸)۔

(تخریج: مسلم عن ابی سفیان، عن جابر، ج ا ص ۶۶۔ ترمذی ج ۲ ص ۳۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اِس حال میں موت آئی کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۶) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن يحيىٰ، عن محمد بن إبراهيم، عن علقمة بن وقاص، عن عمرؓ قال: قال رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم: ''الأعمالُ بالنِّيّاتِ''.

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۲۶۹، جامع المسانید ج۱ص۱۰۱، عقود الجواہر المنیفہ ص۵۹)۔

(تخریج: بخاری عن محمد بن ابراہیم التیمی، عن علقمۃ بن وقاص، عن عمر بن الخطاب، ج۱ص۲)۔

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

(۷) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن عبد العزيز عن أبي قتادة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''لا تَسُبُّوا الدَّهرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهرُ''. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۵۵، عقود الجواہر المنیفہ ص۷۵)۔

(تخریج: بخاری عن ابن شہاب، عن ابی سلمہ، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ج۲ص۹۱۳)۔

ترجمہ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمانہ کو برامت کہو کیوں کہ زمانہ اللہ کے قبضہ میں ہے۔

(۸) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن إسماعيل، عن قيس، عن جرير رضی اللہ عنہ قال: قال رسولُ الله صلَّى الله عليه وسلم: ''سَتَرَوْنَ رَبَّكُم يَوْمَ الْقِيامَةِ كَما تَرَوْنَ هٰذا الْقَمَرَ. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۵۵، عقود الجواہر المنیفہ ص۷۵)

(تخریج: بخاری عن اسماعیل، عن قیس، عن جریر ج۱ص۷۸)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ قیامت کے روز اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند دیکھتے ہو۔ (یعنی ایک دوسرے سے مزاحمت، اور پروردگار سے فاصلہ محسوس کیے بغیر)۔

(٩) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن عطية، عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لَايَشْكُرِ اللّٰهَ مَنْ لَايَشْكُرِ النَّاسَ". (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ٢١٢، جامع المسانید ج١ ص١٠٩)۔

(تخریج: مسند احمد ج٢ ص٢٩٥)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کا شکرگزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا بھی شکرگزار نہیں ہوسکتا۔

(١٠) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن الهيثم، عن ابن سيرين، عن أبي هريرة ؓ قال: نَهَىٰ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم أن يُبالَ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ". (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص٢٥١، جامع المسانید ج١ ص٢٧٥، عقود الجواہر المنیفہ ص٩٧)۔

(تخریج: مسلم عن ہشام، عن ابن سیرین، عن ابی ہریرہ ج١ ص١٣٨، بخاری عن عبدالرحمٰن بن ہرمز، عن ابی ہریرہ، ج١ ص٣٧)۔

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۱) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن سِمَاک بن حرب، عن عِكْرِمَة، عن ابن عباسؓ: أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ''أيُّما إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهَرَ''. (حوالہ:عقود الجواہر المنیفہ ص۱۰۰)۔

(تخریج: مسلم عن عبد الرحمٰن بن وعلہ، عن ابن عباس، ج۱ص ۱۵۹، نسائی عن زید بن اسلم، عن ابن وعلہ، عن ابن عباس ج۲ص ۱۶۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس چمڑے کو دباغت دیدی گئی وہ پاک ہوگیا۔

(۱۲) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن حماد، عن عامر، عن المغيرةؓ عن النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم: أنَّه مَسَحَ عليِ الخُفَّيْن.

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۸۵،عقود الجواہر المنیفہ ص ۸۷)

(تخریج: بخاری عن جبیر بن مطعم، عن عروہ بن المغیرہ، عن مغیرہ بن شعبہ، ج۱ ص ۳۰۔ مسلم عن نافع بن جبیر، عن عروہ، عن ابیہ، ج۱ص ۱۳۲)۔

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑوں کے موزوں پر مسح فرمایا۔

(۱۳) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن نافع، عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''صَلُّوا فِي بُيُوْتِكُم، وَلاَ تَجعَلُوْهَا قُبُوْراً. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۹۹)۔

(تخریج: بخاری عن نافع عن ابن عمر، ج ا ص ۱۵۸۔عقود الجواہر المنیفہ ص ۱۷۵)

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان (کی طرح) نہ بناؤ (کہ جیسے وہاں نمازیں پڑھنا ممنوع ہے، ایسے ہی یہاں بھی نہ پڑھو،نہیں! بلکہ اپنے گھروں میں عبادت کیا کرو، اور) اُس میں نمازیں پڑھا کرو۔

(۱۴) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن أبي الزبير، عن جابرؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مَنْ كَانَ لَهُ إمامٌ فَقِرَاءَةُ الإمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۳۲، عقود الجواہر المنیفہ ص ۱۵۴)۔

(تخریج: مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لیے امام کی قرأت کافی ہے۔

(۱۵) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن طاوس، عن ابن عباسؓ قال: أُوحِيَ إلىٰ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم: أن يَسجُد على سَبْعةِ أعْظُمٍ. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۱۳۴، عقود الجواہر المنیفہ ص ۱۳۸)۔

(تخریج: بخاری عن عمرو بن دینار، عن طاوس، عن ابن عباس، ج ا ص ۱۱۲)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی کہ آپ سات اعضاء کی ہڈیوں پر سجدہ کیا کریں (یعنی دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پنجے، اور پیشانی)۔

(۱۶) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن نافع، عن ابن عمرؓ: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ''مَنْ أتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ''۔

(حوالہ: عقود الجواہر المنیفہ ص ۹۵)

(تخریج: بخاری عن مالک، عن نافع، عن ابن عمر، ج ا ص ۱۲۰۔ مسلم عن نافع، عن ابن عمر، ج ا ص ۲۷۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو اس کو چاہیے کہ غسل کر کے حاضر ہو۔

(۱۷) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن سهيل، عن أبيه، عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''مَنْ كَانَ مُصَلِّياً بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أرْبَعاً. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۱۲۲، عقود الجواہر المنیفہ ص ۷۳)۔

(تخریج: مسلم عن سہیل، عن ابیہ، عن ابی ہریرہ ج ا ص ۲۸۸)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے بعد چار رکعتیں (سنتوں کی) پڑھے۔

(۱۸) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن عطاء بن أبي رباح، عن صالح الزيات، عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إلاّ الصِّيام، فَهُوَ لِي، وَأنَا أجْزِي بِهِ.

(حوالہ: عقود الجواہر المنیفہ ص ۲۰۴)

(تخریج: بخاری عن عطاء، عن ابی صالح الزیات، عن ابی ہریرہ، ج ا ص ۲۵۵،

ومسلم عن عطاء، عن ابی صالح الزیات، عن ابی ہریرہ ج ا ص ۳۶۳)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ کی طرف سے) ارشاد فرمایا: آدمی

کا ہر عمل اُس کے لیے ہے، علاوہ روزہ کے، کہ وہ خاص میرے لیے ہے، اور اُس کا

بدلہ میں خود دوں گا۔

(۱۹) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن حماد، عن إبراهيم: أَنَّ النبيَّ

صلَّى اللّٰه عليه وسلم قال: "فِيْ الرِّكَازِ: الْخُمُسُ".

(حوالہ: عقود الجواہر المنیفہ ص ۲۰۲)۔

(تخریج: بخاری عن سعید بن المسیب، عن ابی سلمہ بن عبدالرحمن، عن ابی ہریرہ ج ا

ص ۲۰۳۔ مسلم عن سعید بن المسیب، عن ابی سلمہ، عن ابی ہریرہ، ج ۲ ص ۷۳)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین سے جو خزانہ نکلے اُس

میں خُمس ہے۔

(یعنی مال کا پانچواں حصہ اسلامی اور شرعی بیت المال میں جمع کیا جائے)۔

(۲۰) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن عطية، عن أبي سعيدٌ قال:

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ".

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۱۱۱، عقود الجواہر المنیفہ ص ۲۱۷)۔

(تخریج: ابوداؤد عن مہران ابی صفوان، عن ابن عباس ج ا ص ۲۴۲، ابن ماجہ عن

سعید بن جبیر، عن ابن عباس، عن الفضل ص ۲۰۷)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اُس کو چاہیے کہ ادائیگی میں جلدی کرے۔

(۲۱) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن الحسين بن الحسن، عن أبي سعيدؓ عن النبي صلى الله علبه وسلم أنه قال: "التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔

(حوالہ: عقود الجواہر المنیفہ ص ۳۰۳)

(تخریج: ترمذی عن ابی حمزہ، عن الحسن، عن ابی سعید، ج ۱ ص ۲۲۹۔ سنن دارمی عن ابی حمزہ، عن الحسن، عن ابی سعید، ج ۲ ص ۱۹۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچے تاجر قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوں گے۔

(۲۲) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن عبدالله بن دينار، عن ابن عمرؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ فِيْ الْبُيْعِ وَالشِّرَاءِ". (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۱۷۲، عقود الجواہر المنیفہ ص ۳۱۶)۔

(تخریج: رواہ ابوداود و مسلم والترمذی بدون قولہ البیع والشراء، دارمی عن سالم عن ابن عمر، ج ۲ ص ۱۹۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص ہمارے (پسندیدہ)

لوگوں میں سے نہیں ہے جو خرید وفروخت میں لوگوں کو دھوکہ دے۔

(۲۳) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن عليؓ قال: لَعَنَ رَسولُ الله صلى الله عليه وسلم آكِلَ الرِّبٰوا ومُوكِلَهُ.

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص۱۲۳، عقود الجواہر المنیفہ ص۳۲۰)۔

(تخریج: مسلم عن ہشیم، عن ابی الزبیر، عن جابرؓ ج۲ص۲۷، سنن دارمی عن ہذیل بن عبداللہ ج۲ص۱۹۸)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے سود کھانے والے پر بھی، اور کھلانے والے بھی۔

(۲۴) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن أبي الزبير، عن جابرؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "نِعْمَ الإِدَامُ: الْخَلُّ".

(حوالہ: جامع المسانید ص۳۲۹)۔

(تخریج: مسلم عن طلحۃ بن نافع، عن جابر، ج۲ص۱۸۲، شمائل ترمذی عن ہشام بن عروہ، عن ابیہ، عن عائشۃ ص۱۰)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سرکہ بھی کیا عمدہ سالن ہے۔

(۲۵) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن نافع، عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الكافِرُ يَأكُلُ فِي سَبْعَةِ أمْعاءٍ"

وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۱۹۸)۔

(تخریج: بخاری عن عدی بن ثابت، عن ابی حازم، عن ابی ہریرہ ج ۲ ص ۸۱۲۔ مسلم عن نافع، عن ابن عمر، ج ۲ ص ۱۸۶)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں۔

(فائدہ) مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ آخرت کی فکر میں رہتا ہے، اس لیے وہ کھانا تھوڑا کھاتا ہے، اور کافر بے فکر رہتا ہے اس لیے جم کر کھاتا ہے۔

(۲٦) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرةؓ قال: نَهىٰ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن أنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِه أوْ يَشْرَبَ بِشِمَالِه. (حوالہ: جامع المسانید ج ۲ ص ۲۰۴)۔

(تخریج: مسلم قاسم بن عبداللہ، عن ابیہ ج ۲ ص ۱۷۲)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کو منع فرمایا ہے۔

(۲۷) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن محمد بن المنكدر، عن جابرؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "أنْتَ وَمَالُكَ لأَبِيْكَ. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۲۰، عقود الجواہر المنیفہ ص ۲٦۸)۔

(تخریج: ابوداود عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ج ۲ ص ۴۹۸)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اور تمھارا مال تمھارے باپ کے لیے ہے۔

فائدہ: یعنی تمہارے اور تمہارے مال کے اوپر باپ کو اتنا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی واقعی ذاتی ضروریات میں بقدر اجازت شرعیہ تصرف کرسکے۔

(٢٨) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن عبدالرحمن بن هرمز، عن أبي هريرةؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِه أَوْيُنَصِّرَانِه أَوْيُمَجِّسَانِه.

(حوالہ: شرح مسند ابی حنیفہ ج اص ٢٢٥)۔

(تخریج: بخاری ج اص ١٨١، وج ٢ص ٧٠٤، ومسلم ج ٢ص ٣٣٦)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد اُس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی، یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

(٢٩) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن نافع، عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُاللهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ". (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ٢١٢)۔

(تخریج: مسلم عن عبیداللہ، عن نافع، عن ابن عمر، ج ٢ص ٢٠٦، ابوداود عن عبید اللہ، عن نافع، عن ابن عمر، ج ٢ص ٦٧٦)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام: عبداللہ وعبدالرحمٰن ہے۔

(٣٠) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن عبدالله بن نافع، عن أبيه، عن ابن عمرؓ قال: نَهىٰ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن القَزَعِ.

(حوالہ: عقود الجواہر المنیفہ ص ٣٩١)۔

(تخریج: مسلم عمر بن نافع، عن ابیہ، عن ابن عمر، ج ٢ ص ٢٠٣)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قَزَع سے منع فرمایا ہے۔

(یعنی سَر کا کچھ حصہ مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا، جیسے انگریزی طرز کے بال ہوتے ہیں)۔

(٣١) أبوحنيفة رحمه الله تعالى: عن أبي هارون، عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "لايَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلىٰ خِطْبَةِ أخِيْـهِ، وَلايَسُوْمُ عَلىٰ سَوْمِ أخِيهِ. (حوالہ: عقود الجواہر المنیفہ ص ٣١١، مسند ابی حنیفہ ص ٢٤٣)۔

(تخریج: بخاری عن زہری، عن سعید بن المسیب، عن ابی ہریرہ، ج ا ص ٢٨٧)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغام نہ دے، اور اپنے بھائی کی خرید وفروخت پر بھاؤ نہ کرے۔

(٣٢) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن أبي سعيد، عن ابن عباسؓ أن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”لاتُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إلا مَعَ مَحْرَمٍ أوْ زَوْجٍ. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۲۲۴)۔

(تخریج: مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۲، ابو داود عن لیث بن سعد، عن سعید، عن ابیہ، عن ابی ہریرۃؓ ج اص ۲۴۱، دارمی عن یعلی بن اعمش، عن ابی صالح، عن ابی سعید، ج ۲ ص ۲۳۰)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی عورت بغیر محرم یا شوہر کے سفر نہ کرے۔

(۳۳) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن عطاء، عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”زُرْ غِبّاً تَزْدَدْ حُبّاً.

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۱۳۹)۔

(ترمذی المعجم الکبیر للطبرانی ج ۴ ص ۲۱ رقم الحدیث ۳۵۳۵، والبیہقی فی شعب الإیمان، رقم الحدیث: ۸۰۰۸ عن النضر بن شمیل، عن طلحۃ بن عمرو، عن عطاء، عن أبی ہریرۃ)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوستوں سے ملاقات ناغہ بناغہ کیا کرو، اس سے محبت زیادہ رہتی ہے۔

(۳۴) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن عطاء بن السائب، عن محارب بن دثار، عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: ''إِيَّاکَ وَالظُّلْمَ، فإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمِ الْقِيَامَةِ''.

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص۲۱۲، عقود الجواہر المنیفہ ص ۳۲۷)۔

(تخریج: مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۶۔ ترمذی عن عبد اللہ بن دینار، عن ابن عمر، ج ۲ ص ۲۳)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم سے بچو، کیوں کہ ظلم قیامت کے روز اندھیرے کی شکل میں ہوگا۔

(۳۵) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن يعلى، عن عمارة، عن صخرة رضؓ عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: ''اللّٰهُمَّ بَارِکْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا''. (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۲۷۱، جامع المسانید ج ۲ ص ۱۴۴)۔

(تخریج: ابو داود ج ا ص ۳۵۰، ترمذی عن یعلی بن عطاء، عن عمارۃ بن حدید، عن صخر الغامدی، ج ا ص ۲۳۰، مسند احمد ج ا ص ۱۵۴)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی: اے اللہ! میری امت کے صبح کے کاموں میں برکت عنایت فرمادیجیے۔

(۳۶) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن أبي الزبير، عن جابرؓ أَنَّ النبي صلّي اللّٰه عليه وسلم قال: ''إِذَا أُتِيَ أَحَدُكُمْ بِطِيبٍ فَلْيُصِبْ مِنْهُ''.

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۲۱۱، عقود الجواہر المنیفہ ص ۳۹۴)۔

(تخریج: شمائل ترمذی بمثل معناہ ص ۱۴)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کے سامنے خوشبو پیش کی جائے تو اسے چاہیے کہ اس میں سے کچھ نہ کچھ استعمال کر لے۔

(٣٧) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن زياد، عن الحسن، عن عبد الرحمن بن سمرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ". (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ١١٥)۔

(مسند احمد ج ٥ ص ٦٢، بخاری عن یونس، عن الحسن، عن عبد الرحمٰن بن سمرہ، ج ٢ ص ١٠٥٨)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عہدہ مانگو مت (بغیر طلب کے مل جائے تو کوئی حرج نہیں)۔

(٣٨) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن عطية، عن أبي سعيدؓ أنَّ رسول الله صلَّى الله عليه وسلم قال: "إنَّ أرْفَعَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إمَامٌ عَادِلٌ". (حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ٢١٩، عقود الجواہر المنیفہ ص ٣٢٦)۔

(تخریج: وفی البخاری ومسلم من حدیث ابو ہریرہؓ: سبعۃ یظلہم اللہ......وفیہ: امام عادل)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت میں (امتیوں میں) سب سے اونچا درجہ امام عادل کا ہوگا۔

(٣٩) أبو حنيفة رحمه الله تعالى: عن الهيثم، عن الحسن، عن أبي

هریرةؓ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ''مَنْ مَاتَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ عَذَابَ الْقَبْرِ''۔

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۸۵، جامع المسانید ج ۲ ص ۱۵۶، عقود الجواہر المنیفہ ص ۷۴)۔

(تخریج: ترمذی عن سعید بن ابی ہلال، عن ربیعۃ بن سیف، عن ابن عمروؓ ج ۱ ص ۲۰۵)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو جمعہ کے دن موت آجائے، وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴۰) أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالى: عن زياد بن علاقة: أنَّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أَمَرَ بِالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

(حوالہ: مسند ابی حنیفہ ص ۲۰۸)۔

(تخریج: بخاری عن اسماعیل، عن قیس بن ابی حازم، عن جریر بن عبد اللہ ج ۱ ص ۱۳، مسلم عن اسماعیل، عن قیس بن ابی حازم، عن جریر بن عبد اللہ ج ۱ ص ۵۵، دارمی ج ۲ ص ۱۹۹)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

وصلى اللّٰه تعالىٰ على خير خلقه محمد وآله وأصحابه اجمعين، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

☆☆☆

فقہاء صحابہ

علامہ ابومحمد علی بن احمد ابن حزم الظاہری المتوفی ۴۵۶ھ نے اپنی کتاب ''الاِحکام فی اصول الاحکام'' (ج ۲، ص ۸۶ سے ۹۰ تک) میں مکثرین فقہاء صحابہ، متوسطین فقہاء صحابہ، اور مقلین فقہاء صحابہ کی ایک فہرست ذکر کی ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکثرین فقہاء صحابہ

عائشہ ام المؤمنین، عمر بن الخطاب، ابنہ عبداللہ، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت۔

متوسطین فقہاء صحابہ

ام المؤمنین ام سلمۃ، انس بن مالک، ابوسعید الخدری، ابوہریرہ، عثمان بن عفان، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن الزبیر، ابوموسی الاشعری، سعد بن ابی وقاص، سلمان الفارسی، جابر بن عبداللہ، معاذ بن جبل، ابوبکر الصدیق، طلحہ، الزبیر، عبدالرحمن بن عوف، عمران بن الحصین، ابوبکرۃ، عبادۃ بن الصامت، معاویۃ بن ابی سفیان۔

مقلین فقہاء صحابہ

ابوالدرداء، ابوالیسر، ابوسلمۃ المخزومی، ابوعبیدۃ بن الجراح، سعید بن زید، الحسن والحسین ابنا علی بن ابی طالب، النعمان بن بشیر، ابومسعود، ابی بن کعب، ابوایوب، ابوطلحہ، ابوذر، ام عطیۃ، صفیۃ ام المؤمنین، حفصۃ ام المؤمنین، ام حبیبۃ ام المؤمنین، اسامۃ بن زید، جعفر بن ابی طالب، البراء بن عازب، قرظہ بن کعب، ابوعبداللہ البصیری، نافع اخو أبی بکرۃ لأمہ، المقداد بن الاسود، ابوالسنابل بن بعکک،

الجارود العبدی، لیلی بنت قائف، ابو محذورہ، ابو شریح الکعبی، ابو برزۃ الاسلمی، اسماء بنت ابوبکر، ام شریک، الحولاء بنت تویت، اسید بن الحضر، الضحاک بن قیس، حبیب بن مسلمۃ، عبداللہ بن انیس، حذیفۃ بن الیمان، ثمامۃ بن اثال، عمار بن یاسر، عمرو بن العاص، ابو الغادیہ الجہنی السلمی، ام الدرداء الاسدی، عبداللہ بن جعفر، عوف بن مالک، عدی بن حاتم، عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن سلام، عمرو بن عبسہ، عتاب بن اسید، عثمان بن ابی العاص، عبداللہ بن سرجس، عبداللہ بن رواحہ، عقیل بن ابی طالب، عائذ بن عمرو، ابو قتادہ، عبداللہ ابن معمر العدوی، عمیر بن سعد، عبداللہ بن ابی بکر الصدیق، عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق، عاتکہ بنت زید بن عمرو، عبداللہ بن عوف الزہری، سعد بن معاذ، ابو قیس سعد بن عبادۃ، قیس بن سعد، عبدالرحمٰن بن سہل، سمرۃ بن جندب، سہل ابن سعد الساعدی، معاویۃ بن مقرن، سوید بن مقرن، معاویہ بن الحکم، سہلۃ بنت سہیل، ابو حذیفہ بن عتبہ، سلمہ بن الاکوع، زید بن ارقم، جریر بن عبداللہ البجلی، جابر بن سمرۃ، جویریہ ام المومنین، حسان بن ثابت، حبیب بن عدی، قدامۃ بن مظعون، عثمان بن مظعون، ام المومنین میمونۃ، مالک بن الحویرث، ابو امامۃ الباہلی، محمد بن مسلمۃ، خباب بن الارت، خالد بن الولید، ضمرۃ بن العیص، طارق بن شہاب، ظہیر بن رافع، رافع بن خدیج، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فاطمہ بنت قیس، ہشام بن حکیم بن حزام، ابوہ حکیم بن حزام، شرحبیل بن السمط، ام سلیم، المغیرۃ بن شعبۃ، بریدۃ بن الحصیب الاسلمی، رویفع بن ثابت، فضالہ بن عبید، ابو محمد مسعود بن اوس نجاری بدری، زینب بنت ام المومنین ام سلمۃ، عتبہ بن مسعود، بلال الموذن، مکرز، عرفہ بن الحارث، سیار بن روح یا روح بن سیار، ابو سعید بن المعلی، العباس بن عبدالمطلب، بسر بن ابی ارطاۃ، ویقال بسرۃ بن ارطاۃ، صہیب بن سنان، ام ایمن، ام یوسف، ماعز، الغامدیہ:

رضوان اللہ علیہم اجمعین.

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؓ کا شجرۂ علمی محدثین اور فقہاء کی نسبت سے
رحمۃ للعالمین
خاتم الانبیاء والمرسلین
سیدنا و مولانا حضرت
محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ ۷۸ھ
سیدنا حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ ۴۴ھ
سیدنا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ۴۵ھ
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ھ
سیدنا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ۳۲ھ
سیدنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ۱۹ھ
سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ۱۸ھ
سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۶۰ھ
سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۶۸ھ
سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۳۵ھ
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ۷۳ھ
ابن عباس ۶۸
مسروق ۶۳
ابن عمر ۷۴
ابن عباس
حضرت سعید بن المسیب ۹۳
جابر بن زید ۹۳
حضرت علقمہ ۶۲
اسود ۷۵
مسروق ۶۳
حضرت حسین ۶۱
امام زین العابدین ۹۴
امام ابراہیم نخعی ۹۶
حماد بن ابی سلیمان ۱۲۰
اعمش ۱۴۷
ابو زبید بن سالم ۱۴۶
امام باقر
قیس بن مسلم
قتادہ ۱۱۸
سالم ۱۰۶
مکحول ۱۰۱
زہری ۱۲۴
عمرو بن دینار ۱۲۶
علامہ شعبی ۱۰۳
عطاء ۱۱۵
قاسم بن محمد ۱۰۷
عمرو بن دینار ۱۲۶
اوزاعی ۱۵۷
لیث مصری ۱۷۵
زہری ۱۲۴
سالم
نافع ۱۱۷
ابن عمر
علامہ شعبی ۱۰۳
زہری ۱۲۴
امام مالک ۱۷۹
حماد بن ابی سلیمان ۱۲۰
سفیان بن عیینہ ۱۹۸
یحییٰ بن سعید ۱۹۸
امام محمد
امام شافعی ۲۰۴
امام ابوحنیفہ
سفیان ثوری
حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ۱۵۰ھ
سراج الامۃ فقیہ الامۃ
حماد ۱۲۰
سفیان ۱۹۸
شعبہ
سفیان ثوری
امام شعبہ ۱۶۰
امام طیالسی ۲۰۴
وکیع ۱۹۷
عبدالرحمٰن المہدی ۱۹۸
علی بن المدینی ۲۳۴
الحنفی
حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۶ھ
حضرت حفص بن غیاث نخعی الکوفی ۱۹۴ھ
حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸ھ
حضرت امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷ھ
حضرت یحییٰ ابن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸ھ
سیدنا حضرت امام محمد رح ۱۸۹ھ
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۲ھ
حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۸ھ
حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۱ھ
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۱ھ
حضرت یحییٰ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۲ھ
دارمی ۲۵۵
حسین ابن نصر ۲۶۱
علی بن المدینی ۲۳۴
امام احمد ۲۴۱
امام شافعی ۲۰۴
علی بن المدینی ۲۳۴
ابوبکر بن شیبہ ۲۳۵
امام شافعی ۲۰۴
بشر بن ولید الحنفی ۲۳۸
امام احمد ۲۴۱
مسلم بخاری ابوداؤد
ابو یعلی ۳۰۷
جرجانی ۳۵۰
عبدالرحمٰن المہدی ۱۹۸
یحییٰ بن معین ۲۳۳
یعقوب بن ابراہیم الدورقی ۲۵۲
اسحاق بن راہویہ
امام احمد
مزنی ۲۶۴
حمیدی ۲۱۹
نسائی ۳۰۳
مسلم ۲۶۱
ابوداؤد ۲۷۵
ابن ماجہ
امام مزنی ۲۶۴
یحییٰ بن معین الحنفی
مسلم ۲۶۱
بخاری ۲۵۶
ابوالشیخ ۳۶۹
عبداللہ البغوی ۳۱۷
حضرت طحاوی حنفی رحمۃ اللہ ۳۲۱
حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ ۲۵۶
طحاوی ۳۲۱
ابو عوانہ ۳۱۹
حاکم ۴۰۵
حضرت امام ترمذی ۲۷۹ھ
نسائی
حضرت امام مسلم ۲۶۱
دارقطنی ۳۸۵
ابوبشر الدولابی الحنفی ۳۱۰
ابن عدی ۳۶۵
طبرانی ۳۶۰
بیہقی ۴۵۸
ابن السنی ۳۶۴
طحاوی ۳۲۱
ابونعیم اصفہانی صاحب حلیۃ (۴۳۰)
حافظ خطیب بغدادی (۴۶۳ھ)

DAR-E-SA'ADAT

SAHARANPUR-247001(U.P.)INDIA

Designed by: Rafi AL Fazl Com. 9359209995